



بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ ۵ ————— پنجشنبہ ————— مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۸۹ء

صفحہ	مندرجات	نمبر شمارہ
۱	تلاوتِ قرآن پاک وترجمہ	- ۱
۲	رخصت کی درخواستیں۔	- ۲
۳	ضمنی بجٹ برائے سال ۱۹۸۷-۸۸ پر عام بحث۔	- ۳
۴۱	مطالبات زر برائے ضمنی بجٹ سال ۱۹۸۷-۸۸ کی منظوری	- ۴
	سانحہ اسلام آباد مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۸۹ء	- ۵
۵۱	کے سلسلہ میں منظور کی جانے والی تحریک التوا پر ایوان میں عام بحث	

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کا

آٹھواں اجلاس

اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۸۹ء بمطابق ۹ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ بروز پنجشنبہ
(جمعرات) زیر صدارت میر محمد اکرم بلوچ اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں
منعقد ہوا

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از مولانا عبدالمنین اخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَنْ وَاِحْكُمُ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالٌ
فَاتَمَّوْهُا وَاَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَاَسْكِنُ مَرْضُوْنَهَا اَحَبُّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ
رَسُوْلِهِ وَاَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهِ فَاتَرْتَضُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرٍ ؕ وَاللّٰهُ
يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ؕ (سورۃ التّوبۃ آیت ۲۴)

ترجمہ :- اے نبی! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں
اور تمہارے عزیز واقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند
رہ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں۔ تم کو اللہ اور اس کے رسول
راہ کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں۔ تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے
مائنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتی۔

جناب اسپیکر۔ معزز مہمانان گرامی! اور اراکین اسمبلی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اسمبلی کی کچھ روایات ہوتی ہیں۔ اس کی کچھ پابندیاں اور آداب ہوتے ہیں لہذا ایک تو اسمبلی میں اسلحہ لانا سخت منع ہے یہاں جو حضرات آتے ہیں انکا خیال رکھا جائے گا یہاں خدانخواستہ جھگڑا نہیں ہوگا۔ جس کے لئے اسلحہ لایا جائے لہذا براہ مہربانی اسمبلی کے احاطہ میں آپ اسلحہ نہ لائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ کوئی جلسہ گاہ نہیں ہے یہاں مختلف قسم کی آوازیں لگانا مثلاً شیم شیم کہنا خلاف ورزی ہے کیونکہ یہاں سب کے حقوق برابر ہیں چاہے کوئی حزب اختلاف کے ہوں حزب اقتدار کے یہاں سب کو اپنے عوام مسائل پر بولنے کا حق ہے۔ بحیثیت اسپیکر میری کوشش ہوگی کہ میں سب کو بولنے کا حق دوں تاہم اسمبلی میں تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے ہم سے کچھ غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ میں اراکین اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ وہ میرے ساتھ تعاون فرمائیں اور میری رہنمائی کریں شکریہ اب سکریٹری صاحب ایوان میں رخصت کی درخواستیں پیش کریں گے۔

رخصت کی درخواستیں۔

انتر حسین خاں۔ (سکریٹری اسمبلی) بیگم حکیم لچمن داس نے درخواست دی ہے کہ وہ آج ذاتی مصروفیات کی بنا پر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے لہذا ان کو آج کی رخصت دیکھائی جائے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سکرٹری اسمبلی۔ مسٹر سعید احمد شمسی صاحب وزیر زراعت و قانون نے اپنی درخواست میں تحریر کیا ہے کہ وہ ناسازی طبیعت کی وجہ سے آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے لہذا انکو آج کی رخصت دیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سکرٹری اسمبلی۔ مولانا فیض اللہ اخوندزادہ صاحب نے فرمایا ہے کہ دو ذاتی مصروفیات کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں سولہ تا اکیس فروری ۱۹۸۹ء شریک نہیں ہو سکتے لہذا انکے حق میں رخصت منظور کی جائے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سکرٹری اسمبلی۔ مولانا محمد اسحاق خوشی صاحب نے اپنی درخواست میں فرمایا وہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر سولہ تا اکیس فروری اسمبلی کے اجلاسوں میں شرکت میں کر سکیں گے لہذا انکے حق میں مذکورہ دنوں کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب اسپیکر - سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سکرٹری اسمبلی - حاجی نور محمد صاحب نے لکھا ہے کہ بیمار کا کہ سبب وہ آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے لہذا انکے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب اسپیکر - سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

ضمنی بجٹ برائے سال ۱۹۸۷-۸۸ پر عام بحث

جناب اسپیکر - ضمنی بجٹ برائے سال ۱۹۸۷-۸۸ پر عام بحث کیلئے چند نام لائے ہیں یہ ترتیب وار نام پکاروں گا اسکے مطابق آرا کین اسمبلی بحث میں حاصل کیں گے۔
سب سے پہلے میں جناب ایوب بلوچ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر سے بحث آغاز کریں۔

مسٹر محمد ایوب بلوچ جناب اسپیکر صاحب! سال ۸۸-۱۹۸۷ کے بجٹ کا زیادہ تر حصہ ترقیاتی اسکیموں پر صرف کیا گیا ہے جو بلوچستان جیسے پسماندہ صوبے کے لئے ناقابل برداشت ہے بلوچستان کے عوام پچھلے کئی سالوں سے مسائل اور مشکلات دوچار رہے یقیناً انکا

ہم سب سے یعنی اسپیکر کے معزز اراکین سے وابستہ ہیں۔ خصوصاً مکران ڈویژن کے لوگوں کو زندگی کی بنیادی سہولتیں میسر نہیں بجلی اور صاف پینے کے پانی کے مسائل دن بدن شدت اختیار کرتے جا رہے ہیں سابقہ حکومت نے عوام کی دولت اپنے عیش و آرام پر خرچ کیا ہے۔ جناب والا! پانی جو زندگی کے لئے اشد ضروری ہے۔ جیونی کے پانچ شہریوں نے اکیس فروری ۱۹۸۷ کو پانی کے لئے ایک پرامن جلوس نکالا تھا لیکن اس بائزر مطالبہ کی پاراشی میں اس وقت کی حکومت نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور تین قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں۔ انہوں نے ہم سے تین قیمتی جانیں بھین لیں ان میں ننھی یا سمین ریڈنگل اور غلام نبی شامل تھے یہ تینوں بے گناہ معصوم جانیں پیاس لے کر میٹھ کے لئے خاموش ہو گئے۔

جناب اسپیکر! صحت عامہ کا یہ حال ہے کہ سوچا پاس کلومیٹر فاصلوں تک کوئی بنیادی طبی سہولت فراہم کرنے کی ڈپنسری نہیں ہے اسی طرح سڑکوں کے بارے میں عرض کروں گا کہ وہاں سڑکوں کا یہ حال ہے کہ برسات کے سبب کئی کئی دنوں تک راستے منقطع ہو جاتے ہیں نیز تعلیم کی حالت یہ ہے پرائمری اسکولوں میں بعض جگہ تو بچے درختوں کے سائے میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر! تیرہ فروری کو وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ کہا تھا کہ پرائمری اسکولوں میں موجودہ ایک ایک ٹیچر کی بجائے اب دو دو ٹیچر نہ دیئے جائیں گے۔ یعنی ایک ٹیچر اضافی ہوگا۔ جناب والا! یہ بات غالباً ایوان کے سلم میں ہوگی کہ پرائمری اسکول میں پہلے ہی دو ٹیچر موجود ہیں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ معیار تعلیم کو بلند کیا جائے۔ اور اپنے عوام کو بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے ہم سب کی یہ کوشش ہونی چاہیے تاکہ بلوچستان کی دولت صحیح معنوں میں بلوچستان کے عوام کی فلاح و بہبود پر صرف ہو۔

جناب اسپیکر بلوچستان جیسے پسماندہ صوبے کے عوام کو تعمیر اور ترقی کی ضرورت ہے نہ کہ فوجی اور نیم فوجی دستوں کی اور نہ ہی ہمیں میزائلوں کی ٹائش کی ضرورت ہے۔ جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔۔۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ جناب محمد ایوب بوتج کے بعد اب سزاوار محمد خان بارونٹی صاحب سے درخواست ہے کہ وہ تقریر فرمائیں۔

سزاوار محمد خان بارونٹی۔ جناب اسپیکر صاحب! آج کا دن بجٹ برائے ۱۹۸۷-۸۸

پر عام بحث کا دن ہے۔ لیکن ہمارے موروثی حالات جو اس ملک میں اور اسمبلی میں پیش اس سے پہلے جس طرح کہ ملک کے حالات تھے قومی اسمبلی کو توڑ دیا گیا۔ صوبائی اسمبلیوں کو توڑ دیا گیا ان واقعات کو وزیر خزانہ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے اب ہم جس حالت سے دوچار ہیں اور اب ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس ۱۹۸۷-۸۸ کے بجٹ کو پاس کریں اور لوگوں کی تکالیف ان کی شکایات کو پھر اپنے سینے سے لگا کر اگلے بجٹ کےیشن پر نظر رکھیں۔ وہ کیفیت تو آج کے دن کام نہیں دے گی اور پھر طرفہ تاشا یہ ہے کہ یہ بجٹ پہلے سے ختم کیا جا چکا ہے آج اس پر کوئی اعتراض کرنا جبکہ پیسہ خرچ کیا جا چکا ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی حقیقت پسندانہ بات ہوگی لیکن اس سلب کے کے باوجود جیسا کہ میں عرض کیا تھا کہ ہمارے لیے کوئی متبادل راستہ نہیں ہے ہمارے کوئی اور بات ممکن نہیں ہے کہ سوائے ہم کہیں کہ اس بجٹ کو تھرو کر دیا جائے لیکن ہم اس موقع سے اور عام بحث کے دن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ایوان میں یہ ضرور عرض کریں گے کہ آپ کو اس ایوان میں ایک ایسا شخص بھی نظر نہیں آئے گا جو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اور بلوچستان کے عوام کے لئے حتمی المقدور اپنے بس کے مطابق علی مظاہرہ نہ کرتا

ہو چنانچہ اس سے پیشتر جیسے اسمبلی کے ایک فاضل ممبر میر محمد ایوب بلوچ نے کہہ ہے کہ ہمارے عوام کو مشکلات بہت زیادہ ہیں مسائل بہت زیادہ ہیں تکالیف بے پناہ ہیں ان کے لئے میں سمجھتا ہوں مدد و علاج پر توجہ دینا ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی ترقی کا عمل بھی آگے نہیں بڑھا سکتا ہے۔ صحیح ترقی کی منزل نہیں ہوگی ایسا نہیں ہو سکے گا اپنے عوام کی تکالیف لوگوں کے مصائب لوگوں کے مشکلات کو نظر انداز کر کے اعداد و شمار کی شعبہ بازیوں سے انکو بہلا کر میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم کو مسئلہ حل کر رہے ہونگے یا اپنے اس ملک سے بنی و فاداریوں کا اور اس ملک سے اپنی محبتوں کا اظہار کر رہے ہونگے ایسا نہیں ہو سکے گا کیونکہ اس ملک میں اور اس ملک کے رہنے والوں کے کچھ تقاضے ہیں غریب عوام کی ہمتیں ہیں انکی امیدیں ہیں اور ہمیں بہر حال انکے فائدوں کی حیثیت سے ہم سب کو محنت کرنا ہوگی اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے بے پناہ سہی کرنا ہوگی کہ لوگوں کی تئیں لوگوں تک صحیح حالت میں پہنچیں۔

جناب اسپیکر! ہمارے صوبے کی بہت بڑی بد قسمتی ہے جیسے کہنا چاہئے آؤ اذی کے ستائیس سال بھی ہم نے بیوروکریسی کی حکومت کے تحت گزارے ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں کہ اس صوبے کی یہ اسمبلی اس کے منتخب نمائندوں نے یہ سارا اس صوبے میں ستائیس سال بعد شروع کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں کوئی ایسی تلاش کرنا ہوگی ایسے راستے متعین کرنا ہونگے کہ وہ ہماری ستائیس سال کی جو کمی ہے پوری ہو سکے۔ اس کے لئے میں مختصر یہ عرض کروں گا میرے بعد بہت سے اور حضرات بھی بولیں گے کہ یہ جو کچھ ہو چکا ہے اس پر مزید بولنا اس کی کوئی افادیت نہیں، میری نظر میں تو یہی ہے اور اسکے بعد جو کچھ پرسوں ہونے والا ہے اور اس میں ۱۹۸۱-۸۲ پر عام بحث کا دن ہوگا اور اسکے کہ حکومت اس سے ختم کرے گی۔

اسپر ہمیں زیادہ تفصیل سے اور زیادہ فکر کے ساتھ بات کرنا ہوگی۔ ہمارے پاس جو چار پانچ مہینے رہ گئے ہیں جس میں یہ رقم خرچ کرنی ہے انکو صحیح لائینوں پر خرچ کرنا ہوگا۔ آنے والے بجٹ پر تو پوسو عام بحث ہوگی اب باقی کچھ اور باتیں کرتا ہوں جیسے کہا جاتا ہے کہ بجٹ سیشن اسمبلیوں کے اندر عام مباحثے کا دن ہوتا ہے اور یہ فری سٹاک کے دن ہوتے ہیں ان میں کوئی قائدہ یا ضابطہ نہیں ہوتا ہے اور بحث پر کوئی پابندی نہیں ہوتی ہے اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں اس آذاری کا جائز فائدہ اٹھانے ہوئے میں چند باتیں عرض کرونگا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم یہاں اپوزیشن کی بیخوں پر جھپٹے ہیں یہاں پر ایک چھوٹے مگر مضبوط اپوزیشن ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناگزیر اپوزیشن ہے اس کے بغیر حزب اقتدار کی گاڑی چل نہیں سکے گی میں اس بات پر فخر محسوس کرتا ہوں کہ ہم کہ ہم اس چھوٹی سی اپوزیشن کے ممبر ہیں اب ہم حزب اقتدار کو ٹریشری بنچر کو بیک نیتی کے ساتھ خلوص کے ساتھ اور نہایت ایمانداری سے یہ یقین دلاتے ہیں کہ انکی ڈائریکٹ یا انڈائریکٹ مدد کریں گے ڈائریکٹ یوں کہ اگر وہ راستوں سے ہٹیں گے تو ایک ڈائریکٹ قسم کی ہماری طرف سے نشتا مذہبی ہوگی اور انڈائریکٹ یوں کہ اگر وہ صحیح قدم اٹھائیں گے تو ہم ان کی بجاطور پر تعریف کریں گے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے لئے یہ بات بہت گراں قدر ہے اور قیمتی ہے کہ اور میرے خیال یہ حزب اقتدار سے بھی زیادہ رول بلا ہے اور ہم انشاء اللہ اس اہمیت کے رول کا باا نہما تیں گے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سلسلہ میں ایک اور گزارش ہے۔ ہمارے صوبے میں ایک سببی میڈ ہوتا ہے نام تھراس کا بی میڈ ہے۔ لیکن یہ صوبہ کا قومی میڈ ہوا کرتا ہے۔ اور تین سو سال کی تاریخ جو میری رہنمائی کرتی ہے۔ اس وقت جب یہاں درانیوں کی حکومت ہوا کرتی تھی۔ جب درانی اپنا خراج اور بائنا وصول کرنے کے لئے یہاں آیا کرتے تھے میرے پاس اس کے لئے تحریری

بھو موجود ہے۔ وہ اپنی آمد پر یہاں ایک میلہ برپا کرتے تھے۔ خراج یا باج کی وصولی کے بعد تین چار سو سال پہلے کی اقدار کے مطابق یہاں ایک چھوٹا سا میلہ ہوا کرتا تھا۔ جس میں گھوڑا درہ نیزہ بازی کسی کو غلعت کسی اور دیگر انعام و اکرام سے نوازا جاتا تھا۔ پاکستان کے فوراً بعد اس کو کسی اور نگاہ سے دیکھا جانے لگا پھر صوبہ بلوچستان کے قیام کے بعد صوبہ بلوچستان میں باہم میل جول کا صرف یہی واحد موقع ہوتا ہے۔ پورے بلوچستان سے لوگ یہاں آتے تھے اس میں حصہ لیتے تھے اور زندگی کے ہر شعبے میں تبادلہ خیال ہوتا تھا۔ پھر اس میں مختلف صوبائی حکمے اس میں جدید قسم کے شال لگاتے تھے۔ عوام کو اس سے مستفید ہونے کا موقع ملتا تھا اور اس کی تشہیر کی جاتی تھی۔ صوبہ حکومت کی نگرانی میں سب کچھ ہوا کرتا تھا۔ پھر سب سے بڑی بات تو یہ ہوتی تھی کہ اس ملک کا سربراہ صدر یا وزیراعظم عوام سے ملنے کے لئے کھانا کھجور دہا کھانہ ان سے عوام کو بڑا رست ملاقات کا موقع مل جاتا تھا۔ اس دن وہاں ایک اس میلہ کو تہہ کر دیا گیا ہے۔ اور جو عوامی سرکاری تقریبات تھیں۔ ان کو تہہ کر دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے آج کل کے زمانے میں سرکاری تقریبات کی تو بہت اہمیت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ جمہوریت کا زمانہ ہے۔ کیونکہ سرکار کے لوگ دوسرے معنوں میں عوام کے بھی لوگ ہوتے ہیں۔ سرکاری تقریبات کو فوری طور پر ختم کر دینا کہ اسلام آباد میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ اور اس میں پانچ چھ آدمی مارے گئے ہیں۔ اور اس سوگ میں میلہ نہ ہوگا۔ جناب والا! میں کوئی شک نہیں کہ یہ واقعہ قابل افسوس ہے۔ دکھ کی بات ہے۔ اس واقعہ کو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن ہوا اور آدمی مارے گئے۔ لیکن یہاں کے میلہ کو ختم کرنا کوئی موزوں بات نہیں ہے۔ یہ واقعہ کیوں ہوا کیسے ہوا

میری اطلاع کے مطابق اس ہاؤس میں اس کے متعلق ایک تحریک التواذ بھی ہے اس پر بعد میں تفصیل سے بات ہوگی۔ میں مجبور ہوں کہ صحیح بات کروں کہ اس ملک میں تو او جڑی کیمپ کا واقعہ بھی ہوا اس کے لئے سوگ نہیں ہوا۔ اور اس ملک میں مارشل لا کے دنوں یعنی آمریت کے سیاہ دنوں میں عثمان کالونی ٹیکسٹائل مل میں نو مزدور مارے گئے جسے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قتل عمدہ تھا ان کو عداً ختم کیا گیا اس پر بھی کوئی سوگ نہیں سنایا گیا۔ آج یہ سمجھتے ہیں کہ گذشتہ گیارہ سال میں جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ اسلام آباد سے کہیں زیادہ واقعہ تھا۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ افسوس ناک تھا کہ گذشتہ گیارہ سال میں عوام کو آمریت کے بوتلوں تلے روندنا اور کھلا گیا اور کوڑے لگائے گئے۔ سزائیں ملیں۔ جائیدادیں ضبط ہوتیں اور ان سے تو ماشاء اللہ خدا کا کرم ہے کہ پاکستان کے لوگ آزمائش کی گھڑی سے باہر نکل آئے اور آج ہیں یہ دن نصیب ہو رہا ہے اور آج ہم سب کچھ کے خود مالک ہیں اور یہ تقریبات سبھی میلہ کی ہوتی تھیں۔ سرکاری سطح پر ہوتی تھیں۔ ان کو واپس لینا۔ میں اس کے لئے مزید کچھ کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ لیکن میں یہاں اپنا احتجاج ضرور ریکارڈ کرانا چاہوں گا۔ کہ ملک کی وزیراعظم صاحبہ وہاں آئیں۔ لوگوں کی درخواستیں اور مسائل ان تک پہنچائے جاتے۔ وہ لوگوں سے ملتیں اور کچھ ان کے جواب میں کہتیں۔ جناب اسپیکر! یہ وفد صرف اکیلے سہی کے رہنے والے نہیں ہوتے سارے صوبے سے آتے ہیں پورے بلوچستان کے عوام ہوتے ہیں آج اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اتنے مسائل احتجاج ہیں کہ وہ ہم پر سراقدار کو بیان کریں اور کوئی ہو جو ہمارے مسائل سنے۔ اس کے متعلق میں اپنے حلقے کے لئے اور سارے پاکستان

کے عوام کی طرف سے اجتماع ریکارڈ کر دیا ہے۔ مزید باتوں کے لئے تو پرسوں وقت ملے گا میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی بات کو ضرور دہراؤں گا کہ اس بجٹ پر فرید وقت ضائع نہ کیا جائے۔ بغیر وقت ضائع کئے اس کو تھوڑا کر دیا جائے جو خرچ ہو چکا ہے اس کی تصدیق کر دی جائے اور پرسوں کے بجٹ کے لئے کچھ تجاوز ہوں تو ان کو تیار کر لیا جائے ان کو تفصیل سے بیان کیا جائے اس کی گونج اٹھے گی۔ میں اس گزرے ہوئے بجٹ کو پاس کرنے کے لئے صرف اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ ہمیں عوام سے دلچسپی نہیں، ہم عوام کے بغیر ایک قدم نہیں اٹھا سکتے اس لئے میری گزارش ہے کہ بجٹ کو منظور کر دیا جائے اور پرسوں کا انتظار کر لیا جائے۔ جناب اسپیکر میں نے آپ کا تھوڑا سا وقت لیا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر :- روار بارونٹی کے بعد صابر بروج صاحب کی تقریر کرنے کے بارے میں چونکہ وہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں لہذا میں صادق عمرانی صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

محمد صادق عمرانی :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب والا! سب سے پہلے میں اس معزز ایوان کے تمام اراکین کو جمہوریت کی بجمالی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جس کے طفیل عوام کے منتخب نمائندوں کو جمہور کی اداروں میں پہنچنے کا موقع ملا۔ جمہوریت کی بجمالی میں عوام اور عوامی سیاسی جماعتوں نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ اس سلسلہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی جدوجہد اور قربانیوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کی مقبولیت کا نتیجہ ہے عوام کے ووٹوں سے محترمہ یہ نظیر

بھٹو ہمارے ملک کی وزیر اعظم ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ محترمہ بنیظیر بھٹو جو ملک کی وزیر اعظم۔ عوام کی سیاسی اور عوامی رہنما اور شہید ذوالفقار علی بھٹو کی ہونہار اور ذہین بیٹی ہیں۔ ان کی قیادت میں ملک ترقی کرے گا اور عوام خوشحال ہونگے۔ اور جمہوریت کو فروغ حاصل ہوگا۔

جناب اسپیکر اس کے بعد میں بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ ۸۸-۸۹ کا ضمنی بجٹ اور ۸۹-۹۰ کا سا انا بجٹ جس کے متعلق وزیر خزانہ نے خود اپنی تقریر میں فرمایا تھا بلکہ اعتراف کیا کہ یہ بجٹ انہوں نے نہیں بنایا ہے بلکہ انہیں بنانا یا ملے۔ جسے انہوں نے پیش کر دیا ہے۔ جناب والا! اس کے دو ہی مطلب ہونگے ہیں۔

اولاً وزیر خزانہ اور ان کے ساتھیوں نے تیار شدہ بجٹ کو قبول کر لیا اور وزیر خزانہ نے اس بجٹ کی تیاری قبول کر لی ہے۔ دوئم وزیر خزانہ خود بھی اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ ان دونوں میں کونسی بات درست ہے۔ اس کے متعلق وزیر خزانہ ہی بتا سکیں گے۔ جہاں تک وزیر خزانہ کی اس بات کا تعلق ہے موجودہ حکومت اس کے بعد ضمنی بجٹ پیش کرے گی۔ تو اسے صرف اٹک شوئی کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ جو بجٹ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس کا دو سے زائد حصہ خرچ ہو چکا ہے یعنی زیادہ تر حصہ خرچ ہو چکا ہے اور جو باقی بچا ہے اس میں بہتری کہا نہیں ہو سکتی۔ یہ بجٹ کی تقریر اور بجٹ کی دستاویزات کا جائزہ لینے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ بجٹ صرف مفاد پرستوں کے لئے ہے اور ان سرکار کی افسروں کیلئے ہے جو ان مفاد پرستوں کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں ہو سکتا ہے یہ مفاد حاصل کرنے والے وہ خود بھی ہو سکتے ہیں اس بجٹ میں عوام کی فلاح و بہبود

کیلئے برائے نام رقم ہے جو مختلف شعبوں کیلئے رکھی گئی ہے اسکی تقسیم منصفانہ نہیں کی گئی۔ لہذا میری تجویز ہے کہ بجٹ پر مہر تصدیق مثبت کرنے کی بجائے بنایا گیا ہے۔ میری تجویز ہے کہ اس بجٹ پر مہر تصدیق مثبت کرنے کی بجائے اس کی تحقیقات کروائی جائے کہ قوم و ملک کا یہ سرمایہ کیسے ضائع کیا جا رہا ہے خود برد کیا گیا ہے جو اسکے ذمہ دار ہیں انکے خلاف کارروائی کریں، اور اس سے اپنے صوبہ و ملک کے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ جناب اسپیکر! میرے نزدیک اس بجٹ کی صورت و شکل اٹھویں ترمیم سے ملتی جلتی ہے جیسا کہ اٹھویں ترمیم میں مارشل لا کی حکومت نے اپنے دور میں جو کچھ غیر قانونی کام کئے اسکو اٹھویں ترمیم کے ذریعے محفوظ دیا گیا ہے۔ جناب والا! جس طرح وہاں محفوظ فرما کر کیا جا رہا ہے اسی طرح اب ہم سے کہا جا رہا ہے کہ اب پانچ ارب روپے میں سے ساڑھے تین ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں اسکی منظوری دے دیں۔

جناب اسپیکر! آخر یہ سلسلہ تکب چلتا رہے گا ہمارے سامنے بجٹ میں جو آمدنی بتائی گئی ہے وہ تین ارب نو سو کروڑ انیس لاکھ ہے اور اسکے مقابلے میں اخراجات چار ارب پچانوے کروڑ بیالیس لاکھ دکھائے گئے ہیں اس طرح بجٹ میں نیسٹھ کروڑ چھبیس لاکھ روپے کا خسارہ آتا ہے جناب اسپیکر! تقریباً چار ارب روپے کی رقم ابھی تک خرچ ہو چکی ہے جبکہ بجٹ بنانے والوں کی یہ پرانی جادوگری ہے یہ انکے اعداد و شمار اور الفاظ کا گورکھ دھندا ہے جو یہ لوگوں کے فائدوں کے سامنے بیان کرتے ہیں جس سے یہ پتہ چلانا مشکل ہوتا ہے کہ کتنی رقم ترقیاتی کاموں کیلئے رکھی گئی ہے اور غیر ترقیاتی کاموں کیلئے کتنی رقم مختص ہے اس جادوگری کے اندھے کنویں سے ہمیں جو کچھ ملا ہے وہ ڈیڑھ ارب روپے ہیں جو ترقیاتی پروگرام پر اور ساڑھے تین ارب روپے غیر ترقیاتی کھلتے ہیں جائیں گے جب بھی کوئی عوامی نمائندہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ غیر ترقیاتی اخراجات کی رقم ترقیاتی اخراجات کی رقم سے زیادہ کیوں ہے؟ تو فوراً افسران جواب دیتے ہیں کہ جی

اگر کوئی نیا اسکول بنایا جائے تو وہ خرچ ترقیاتی مد میں آتا ہے لیکن بعد کے جو اخراجات یعنی اسکول چلانے کیلئے جو اخراجات ہوتے ہیں وہ غیر ترقیاتی اخراجات کے مد میں آتے ہیں ہمارے عوامی نمائندے یہ جواب سن کر چپ ہو جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ ہر سال بجٹ میں اعلان ہوتا ہے کہ دو سو نئے پرائمری اسکول اور چار سو مسجد اسکول کھولے جائیں گے لیکن ان اسکولوں کی عمارتوں اور ضروری سامان کم سے کم ہونا آخر کیوں؟ زیر غور نہ صاحب نے اپنے تیز فروری کی تقریر پڑھی جس کے صفحہ ۱۳ پر دکھا ہوا ہے کہ دو سو نئے پرائمری اسکول اور چار سو مسجد اسکول موجودہ مالی سال کے دوران کھولے جائیں گے جب کہ عمارتیں صرف بیچاس اسکولوں کے لئے یعنی نئے اسکولوں کے لئے نہیں بلکہ پرانے اسکولوں کے لئے بنائی جائیں گی۔ جناب والا! ہمارے ان تعلیم کا معیار کیا ہے ہمارے طلباء کے کیا تعلیمی مسائل ہیں کیا ان سے ہم واقف ہیں۔ آخر یہ کون کون سے رقم کہاں خرچ ہوتی ہے یہ بجٹ کہاں جاتا ہے۔ ان مسجد اور پرائمری اسکولوں میں تعلیم پانے والے کتنے بچے مڈل کلاسوں میں داخلہ لیتے ہیں اس کا سروے کر کے اگر اندازہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ مسجد اسکول اور نئی روشنی اسکول اسکیم بالکل بے مقصد ہے جس میں ملک کا قومی سرمایہ اور بھاری رقم گانا قومی سرمایہ کو ضائع کرنا ہے لہذا اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اس وقت ہمارے صوبے میں سینکڑوں اسکول ایسے ہیں جن کی عمارتیں نہیں ہیں اگر عمارت ہے تو انکی چھت نہیں دروازے نہیں ہیں۔ جناب والا! آخر قوم کا یہ پیسہ کہاں خرچ ہو رہا ہے محکمہ تعلیم میں رشوت اور سفارش سے افسرینے والے تو عیش کرتے ہیں جبکہ غریب اساتذہ روز بروز مسائل سے دوچار رہتے ہیں انکی حالت بہتر بنانے کی طرف بہت کم توجہ دیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! جس استاد کو ذہنی سکون نہیں ہوگا وہ قوم کے بچوں کو کیا تعلیم دے گا؟ لہذا میری تجویز ہے کہ ان افسروں کے پتے و آرام کیلئے جو رقم رکھی گئی ہے اس میں کٹوتی کر کے وہ رقم غریب اساتذہ کی حالت

بہتر بنانے کیلئے رکھی جائے۔

جناب اسپیکر۔ اب میں زراعت کے شعبے کی طرف آتا ہوں اس میں شوشا سے زیادہ کچھ نہیں ہے کام نہیں ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! ہر سال کا بجٹ پیش کرتے وقت اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال اتنے ہزار ایکڑ اراضی کو قابل کاشت بنایا جا رہا ہے اگر ان اعلانات کو جمع کریں تو اب تک کوٹہ کے خشک پہاڑوں پر بھی زرعی فصل نظر آنا چاہیے تھی لیکن درحقیقت حالت یہ ہے کہ سبھی اور نصیر آباد جیسے زرعی علاقے میں زیر کاشت رقبہ بڑھانے کے لئے برائے نام کام ہوا ہے ان علاقوں کے زرعی صنعت میں اضافہ تو درکنار وہاں تو موجود زرعی رقبہ میں بھی کمی ہوتی جا رہی ہے کہیں تو زمین کو پانی نہیں مل رہا اور کہیں سیم و تقور کے رقبہ کو وسیع نقصان ہو رہا ہے ہمارے افسروں کی لاعلمی اور لاپرواہی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ضلع جھڑپار میں سیم شناخ کے گندے پانی کو کیرتھر میں ڈالا جا رہا ہے اس طرح ہزاروں افراد بیماری میں مبتلا ہیں اور اس کے نتیجے میں سیم و تقور میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن اس طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ جناب والا! جب سیم شناخ بنائی جا رہی تھی تو اسکیم کی مطابق اسکا پانی کیرتھر میں نہیں بلکہ منچھیل میں ڈالا جاتا تھا لیکن اس طرف توجہ نہیں دی گئی لہذا میں گزارش کرونگا کہ سیم شناخ کو فوری طور پر کیرتھر میں ڈالنے کو بجائے اسکو اسل اسکیم کے مطابق منچھیل تک پہنچایا جائے۔

جناب اسپیکر! ہمیں نئے بجٹ میں جو تحفہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے نصیر آباد کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے کیونکہ جو رقم دی گئی ہے اور یہ افسوس ناک بات ہے ہماری بد قسمتی ہے یہ علاقہ صوبائی دار الحکومت کوٹہ سے ڈیڑھ سو میل دور ہے ہمارے غریب لوگوں کو یہاں آنے کے لئے بہت زیادہ پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے یہاں کر انکو افسروں سے ملاقات کے لئے دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اپنی مشکلات کے حل کے

سلسلے میں اول تو ان افسروں سے ملاقات کا موقع نہیں ملتا اور اگر ملاقات کر بھی لیں تو ان مسائل کو حل کرنے کی بجائے بالوئی پیچیدگیاں مدییش آقا ہیں لہذا میری سمجھ بوجھ کے محکمہ زراعت کے ڈائریکٹریٹ کو مستقل طور پر نصیر آباد منتقل کیا جائے۔ ورنہ محکمہ کے افسروں کو پابند کیا جائے کہ کم از کم وہ سال میں ایک مرتبہ وہاں کا دورہ کریں اور وہاں جا کر لوگوں کے مسائل سے اپنے آپ کو آگاہ کریں کہ وہاں زمینوں کی کیا حالت ہے۔ جناب اسپیکر اس طرف توجہ نہیں دی گئی۔

جناب اسپیکر صحت یا س کے متعلق بات کہتے ہوئے عرض کروں گا کہ صحت کا تعلق عام طور پر انسان سے اور خصوصاً غریب لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ انکے وسائل محدود ہوتے ہیں اس لئے کہ امیر لوگ ناپائیدار علاج پرائیوٹ طور پر کر دیتے ہیں اس کی طاقت رکھتے ہیں سرکاری ڈسپنسریاں اور ہسپتال عام لوگوں کیلئے بنائے جاتے ہیں جناب والا! آپ ایک مرتبہ دورہ کریں، جا کر وہاں دیکھیں کہ عام لوگوں کو دوائی نہیں ملتی ان ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں سے قیمتی دوائیاں یا تو بلیک ہو جاتی ہیں یا ان بڑے بڑے افسروں اور شخصیات کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ جناب والا! یہی علاقوں میں اقل تو کوئی ڈھنگ کا ہسپتال نہیں ہے جو بھی بنیادی مراکز صحت ہیں چھوٹی ڈسپنسریاں ہیں وہاں پر بھی ڈاکٹر نہیں ہیں اور اگر ہوتے ہیں تو وہ ان ہسپتالوں میں کم رہتے ہیں اس وجہ سے غریب عوام بہت مشکلات سے دوچار ہیں اس سلسلے میں حکومت بلوچستان سے عرض کروں گا کہ وہ ہسپتالوں کے لئے جامع پالیسی بنائے اور سفارشات مرتب کرنے کے لئے میرا اسمبلی پر مشتمل کمیٹی بنائے جو ان امور کا جائزہ لے۔ جناب والا! علاج معالجے کی سہولتیں فراہم کرنا تو حکومت کا بنیادی کام ہے اس لئے حکومت کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے اور محض افسروں کی رپورٹوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔

دیہی علاقوں میں پبلک ہیلتھ اور ڈسپنسریوں کی جو حالت ہے وہ بیان نہیں کی جاسکے

ہے اس شعبے کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اور جو اس وقت پہنچ ہوئی ہے اس کو فوری طور پر صحیح خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! میں اس موقع پر ضلع تہیو کے قادم اور عوام کے منتخب نمائندہ کی حیثیت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ کم از کم ہمارے ضلع تہیو میں دس بنیادی مرکز صحت قائم کئے جائیں اور یہ مراکز صحت کہ سال ہوں اسکے لئے وزارت صحت ایک کمیٹی بنا کر اس کے ذریعے مرنے کرے اور اس میں علاقے کے متعلقہ ایم پی اے کو بھی شامل کیا جائے۔ جناب اسپیکر کسی بھی علاقے کی ترقی میں ذرائع مواصلات نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن ہمارا یہ محکمہ بد قسمتی سے رشوت خرد برد اور ناجائز دولت جمع کرنے کے لئے ایک ذریعہ بنا ہوا ہے۔ اس محکمہ سے وابستہ ہر شخص کو رشک کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ اس محکمہ کو باوقار اور خدمت گزار بنانے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے حکومت اہم اقدامات کرے۔ حکومت نے تو ہر سال کی طرح اس سال بھی اس محکمہ کے لئے بجاری رقم رکھی ہیں لیکن اگر ہم اس کے مقابلے میں اس بجائزہ لیں تو اس کی کارکردگی سے ہماری سرشرم کے مارے جھک جاتے ہیں۔ رشوت کو کمیشن کا نام دینے والا یہی محکمہ ہے اس کمیشن کی ابتدا پہلے پانچ فیصد سے شروع ہوئی آج وہ پتیس فی صد تک پہنچ چکا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حکومت اس محکمے کو رشوت ستانی بد عنوانی سے پاک کرنے کے لئے کیا کمال دکھاتی ہے جب تک کسی بھی محکمے ادارے یا شعبے میں پانچت دار اور ایماندار لوگ نہیں ہونگے تو اس وقت تک اس محکمے کی حالت سدھر نہیں سکتی اس محکمے کی کارکردگی کی حالت یہ ہے کہ ہمارے ضلع تہیو میں ایک گز بھی پختہ مرکز نہیں ہے۔ رنہ ہی اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ محکمہ مواصلات بجٹ پر نظر ثانی کی جائے اور ضلع تہیو میں مرکزوں کی تعمیر کے لئے ایک ماہر ڈان تیار کیا جائے جس پر اسی سال کا شروع ہو۔

جناب اسپیکر! محکمہ موصلات تعمیرات کے بعد سب سے اہم محکمہ صوبے میں ایریگیشن کا ہے لیکن یہ بھی بد قسمتی سے دوسرے محکموں کی طرح انہیں بھی رشوت ستانی کا بازار گرم ہے کیونکہ میں بھی خود مختصر مدت کیلئے اس کا وزیر رہا ہوں مجھے پتہ ہے جسے آپ میری بد قسمتی یا خوش قسمتی سمجھیں کہ میں اس کا وزیر تھا اور اس مختصر عرصے میں میں نے متعلقہ سیکرٹیری کا منہ تک نہیں دیکھا تھا۔ میں نے نہ صرف اس محکمے کی حالت زار دیکھی ہے جس سے اندازہ ہوا اس میں اصلاح کی ضرورت ہے اگر محکمہ ایریگیشن رشوت اور بد عنوانی کے دلدل سے نکل کر حقیقی معنوں میں سوام کی خدمت کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ان انہر کی شاخوں تک بھی پانی پہنچائے مثلاً روپہ شاخ گمسی شاخ کھید شاخ عمرانی شاخ ٹیل ڈیڑ شاخ اور پٹ فیڈر کے ٹیل تک پانی پہنچائے کیونکہ ٹیل کی حتی بھی شاخیں ہیں وہاں پانی نہیں پہنچتا ہے اور اوپر کی طرف جو بھی بڑے بڑے زمیندار ہیں وہ پانی خرید لیتے ہیں کم از کم یہ پانی کی خرید و فروخت تو بند کی جائے تاکہ وہاں پر جن لوگوں کو دائرہ گورس ملے ہوئے ہیں ان تک پانی پہنچ سکے۔ اگر اس علاقے کے بڑے زمیندار ہزاروں ایکڑ زمین کاشت کر لیتے ہیں تو ایک غریب زمیندار کو بھی یہ حق پہنچنا چاہیے کہ وہ دس بارہ ایکڑ اپنے بال بچوں کی روزی کیلئے کاشت کرے۔

جناب والا! جب سچٹ فیڈر بنا ہے کیرتھر اور ان ریگنہروں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے اور نہ ہی ان نہروں کے لئے کوئی فنڈ مختص کیا گیا ہے ان کی صفائی کی جائے ان نہروں کی حالت یہ ہے کہ آپ کو ان میں جھنگل بھی نظر آئے گا جیسے کسی محکمہ جنگلات نے اس میں جھنگل لگا دیا ہے لیکن پانی وہاں نہیں ہے۔ اس لئے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ان نہروں کی صفائی کیلئے رقم مختص کی جائے اور خاطر خواہ توجہ دی جائے۔

جناب اسپیکر! محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ جو پہلے ختم کر دیا گیا تھا حال ہی میں دوبارہ شروع کر دیا گیا ہے اس کے ذمے جو کام ہے وہ پہلے محکمہ ایریگیشن کے پاس تھا انک

حکمہ بنانے کا مقصد یہ تھا کہ آنٹوشی کی اسکیموں کو تیزی سے مکمل کیا جائے اگرچہ یہ نیا حکمہ ہے۔ لیکن اسکی کارکردگی ابھی تک پوری طرح مستانی آئی ہے بہر حال اس نے اب تک جو اسکیمیں مکمل کی ہیں اس پر ہم اطمینان کا اظہار کرتے ہیں میں خود چند دن اس حکمے کا ذریعہ رہا ہوں مجھے پتہ ہے اس دوران میں نے محسوس کیا ہے کہ اس حکمے کی کارکردگی کو اور بہتر بنانے کی ضرورت ہے اور جبکی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس میں باصلاحیت افسر بھرتی کئے جائیں اور انکو جدید مشینری فراہم کی جائے تاکہ یہ حکمہ صحیح طریقے سے کام کر سکے اور ان علاقوں میں پانی پینچائے جہاں ہماری مائیں بہنیں دس پندرہ میل دوسے پانی لاتی ہیں انکو گھروں میں پانی کی سہولت ہو لہذا یہاں کے لوگوں کو صاف پانی میسر کرنے کا انتظام کیا جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس یجٹ میں تو عوام کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی ہے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ پورے صوبے کی آنٹوشی کے لئے ایک ماسٹر پلان تیار کیا جائے جن علاقوں میں پانی کی ضرورت ہے ان علاقوں میں صاف ستھر پانی فراہم کیا جائے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ عوام کو صاف ستھر پانی فراہم ہو۔

جناب والا! جس حلقے سے منتخب ہو کر آیا ہوں میں انکی گزارشات آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں اور آپ کو بتا سوں کہ یہ دور گزار کے علاقے ہیں وہاں پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے ان علاقوں میں پٹ کا علاقہ پھلپی ظاہر کوٹ وغیرہ شامل ہیں ان علاقوں میں جہاں واٹر سپلائی کی ضرورت ہے ان پر توجہ دیا جائے۔ اس کیلئے میں کہتا ہوں کہ ان کے لئے فوری گرینٹ دیے جائے اور اچھی خاصی رقم رکھی جائے۔

جناب اسپیکر! مجھے بہت افسوس کیسا تھا کہ ناپاٹر تلبہ ہے کہ جب سے بلوچستان کو صوبے کا درجہ ملا ہے صنعتوں پر کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی ہے یہ ہاں صنعت کے حوالے سے بات ہوئی ہے تو ہمیں پورے بلوچستان میں صرف صوب کا علاقہ صنعتی نظر آتا ہے۔ جس سے زیادہ فائدہ کمریچی کے بڑے بڑے صنعت کاروں کو ہے۔ اس

بجٹ میں بتایا گیا ہے کہ لورالائی سہی نھنڈار تہرت بستی اور اوتھل میں پھولے صنعتی یونٹ قائم کئے جائیں گے یہ بات یقیناً خوش آئیند ہے لیکن ماضی کی روشنی سے تو یہ قہر ہوتا ہے کہ حکومت ان منصوبوں کو عمل جامہ پہنانے میں ناکام رہی ہے اور اب موجودہ حکومت کو عملی جامہ پہنانا سکے گی۔ یا نہیں پہننا سکے گی۔ اوتھل میں پہلے سے ایک انڈسٹریل اسٹیٹ قائم ہے یہ کامیاب کیوں نہیں ہوا اس کی تحقیقات کرنے کا اور ایوان کو بتانے کی ضرورت ہے پچھلی حکومتوں نے کوئٹہ اور ڈیرہ سراد جمالی میں صنعتوں کو قائم کرنے کا اعلان کیا تھا لیکن آج تک عوام کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ منصوبے کیوں مکمل نہیں ہوئے ہیں اگر ناکامی ہوئی ہے تو اس کی وجہ کیا ہے غلط منصوبہ بندی کا تو یہ عالم ہے کہ بلوچستان میں کپڑے کے دو کارخانے کوئٹہ اور اوتھل میں جو قائم کئے گئے تھے مدت سے بند پڑے ہیں۔ یہ ٹیکسٹائل میں ایران کے تعاون سے قائم کی گئی تھیں جو کئی سال سے بند ہیں جب بھی افسران سے پوچھا جاتا ہے جواب ملتا ہے جلد چلائی جائیں گی لیکن وہ امتواتر بند پڑی ہیں۔

۴۔ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔

کیا ملیں پلین گی بھی یا نہیں؟ اسکا جواب تو وزیر اعلیٰ صاحب ہی دے سکتے ہیں۔ لیکن میں آنا ضرور گزارش کروں گا کہ صوبے کے مختلف علاقوں میں صنعتی قائم کی جائیں۔ لیکن میں اتنی گزارش کروں گا کہ صوبہ کے مختلف علاقوں میں صنعتیں قائم کی جائیں۔ تاکہ لوگوں کو روزگار مل سکے۔ اور صوبے کو ترقی حاصل ہو۔ لیکن اس کیلئے صحیح منصوبہ بندی کی ضرورت ہے وہی صنعتی کارخانے کامیاب ہو سکتے ہیں جس کے لئے خام مال، پانی بجلی گیس لبر کے علاوہ ذرائع مواصلات بھی مل سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ مذکورہ منڈی بھی حاصل ہو جناب والا! میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ڈیرہ سراد جمالی میں شوگر مل قائم کی جائے۔ اس طرح اوستہ محمد میں گتہ کا کارخانہ لگایا

جائے۔ اور ڈیزیز سراجہالی میں گھی مل لگائی جائے۔ اس گھی مل کا منصوبہ بہت پہلے بنایا گیا تھا۔ اس پر کچھ کام بھی ہوا تھا اس میں مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ بچوں کے نصابی کتب میں اس مل کو مکمل دکھایا گیا ہے۔ لیکن یہ منصوبہ ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا۔ اس مقصد کے لئے جو زمین لی گئی تھی اور اس کیلئے جو تالاب بنائے گئے تھے ان پر بھی بعض با اثر لوگوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ جناب یہ سرکاری زمین ہے۔ تالاب موجود ہیں۔ لیکن اسکی بلڈنگ موجود ہے۔ اور بلڈنگ پر بھی قبضہ ہے۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس گھی مل کو بھی چلایا جائے تاکہ علاقے کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ جناب اسپیکر ہم اور آپ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ تعلیم یافتہ نوجوان روزگانہ ہونے کی وجہ سے منفی سرگرمیوں میں ملوث ہو رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیمی منصوبہ بندی کو فراہمی روزگار کا ذریعہ بنایا جائے تاکہ تعلیم مکمل کرنے والے نوجوانوں کو بے روزگاری سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ اس وقت ڈاکٹروں انجینیئروں اور دوسرے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بہت بڑی کیمپ بلوچستان میں بیروزگار ہے۔ انہیں روزگار کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے تشویشناک بات یہ ہے کہ اس وقت صوبہ میں ایک سو ستالیس (۱۲۴) انجینیئر بیروزگار ہیں لیکن اس بجٹ میں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ انہیں روزگار کب ملے گا وہ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ بیروزگار انجینیئروں ڈاکٹروں اور دوسرے گریجویٹس کو روزگار کی فراہمی کیلئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

جناب اسپیکر مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوا ہے کہ اس ایوان میں بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرنے سے قاصر ہوں میں اپنے تقریر ختم کرنے سے پہلے چند اہم امور کی طرف توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں ایک جانب تو یہ کہا جاتا ہے بلوچستان ایک غریب صوبہ ہے۔ دوسری طرف اس بجٹ میں افسروں کے لئے ایک کلب قائم کرنے کی غرض سے دو کروڑ روپے

کی خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ یہ کلب اب زرغون روڈ پر تین شاندار بنگلوں کو منہدم کر کے بنایا جا رہا ہے۔ ایک طرف تو حکومت وزیروں کیلئے کمریہ کے بنگلے تلاش کر رہی ہے جن میں سے کوئی بنگلا دس ہزار سے پندرہ ہزار کم نہیں مل سکتا ہے۔ بجٹ میں وزیروں کے بنگلوں کی تعمیر کے لئے رقم رکھی گئی ہے اور دوسری طرف موجودہ خوبصورت بنگلوں کو مسمار کر کے افسروں کے لئے کلب بنایا جا رہا ہے۔ کلبوں میں جناب کیا ہوتا ہے؟ یہ ہم سب جانتے ہیں۔ وزیر خزانہ جمعیت علماء اسلام سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی معلوم کریں کہ کلب کیوں قائم کیے جا رہے ہیں۔ علماء کرام کہتے ہیں کہ چٹائی پر بیٹھے کر اور جھونپڑی میں رہ کر بھی حکومت کی جاسکتی ہے۔ لیکن ہمارے صوبے میں اور علماء کے دور حکومت میں کلب بنائے جا رہے ہیں بنگلے تعمیر ہو رہے ہیں اور موجودہ عید کاروں کی موجودگی کے باوجود پندرہ^{۱۵} نئی پیجا روگاڑیاں ذرا کے لئے خریدی جا رہی ہیں جیسے تقریباً ایک کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ کیا اسلام اور ہمارے صوبے کے وسائل اس قسم کے اخراجات کی اجازت دیتے ہیں؟ اسپر وزیر خزانہ عصمت اللہ ایوان اور عوام کو مطمئن کریں۔ جناب یہ رقم کلبوں پر اور نئی نئی پیجا روگاڑیوں پر خرچ کی جا رہی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمیں سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ بلوچستان کے اندر دور دراز علاقوں میں جو اسکول ہیں جمال ہمارے سبچے درختوں کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ انکے بیٹھنے کے لئے ٹاٹ اور پڑھنے کے لئے کتا ہیں نہیں ہیں۔ جناب والا جس طرح وزیر خزانہ نے کہا کہ پرائمری اسکول میں دو دو ٹیچرز مقرر کیے جا رہے ہیں۔ اس پر ایوب بوتھ نے یہ کہا کہ ٹیچرز تو پہلے سے موجود ہیں جناب ایسا نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے علاقے میں ہوں۔ جہاں تک سیری معلوم کا تعلق ہے نصیر آباد و اضلاع پر مشتمل ہے وہاں پر پرائمری اسکول میں سو ڈیڑھ سو غریب کسانوں کے بچے پڑھتے ہیں وہاں پر ایک ٹیچر ہے وزیر خزانہ اور ایوان سے یہ گزارش کروں گا

کہ وہ ہر پمٹری اسکول میں دو ملٹری میگزینز مقرر کریں اگر ایک چھٹی پر چلا جائے تو دو ملٹری میگزینز
 رہے۔ تاکہ بچوں کی صحیح تربیت اور تعلیم ہو سکے۔ جناب والا! ہمیں یہاں بلوچستان کے
 اندم اتفاق اور اتحاد کا عملی مظاہر کرنے کی ضرورت ہے ہمیں صوبے کی خوشحالی پر سب
 سے زیادہ توجہ دینی چاہئے جس کا یہ سب سے زیادہ مستحق ہے۔ جناب والا! سڑکوں
 کی حالت تو یہ ہے کہ آٹھ گھنٹے میں دو سو میل کا سفر بھی طے نہیں کر سکتے۔ سڑکوں پر
 خصوصاً توجہ دینی چاہئے۔

جناب والا! مجھے یقین ہے کہ بلوچستان کی حکومت نواب اکبر خان بگٹی
 کی قیادت میں بلوچستان کے مسائل کو حل کرنے اور انتظامیہ میں موجود خامیوں کو دور
 کرنے پر پوری توجہ دے گی اور انشاء اللہ وہ ان خامیوں کو دور کرنے میں کامیاب
 ہونگے۔ جناب اسپیکر خامیوں کو دور کرنے میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار ان کے ساتھ
 ہیں تاکہ ان برائیوں کو دور کیا جاسکے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ نواب اکبر بگٹی صاحب
 نہ صرف یہ کہ صوبہ کی سیاست میں ایک سیاسی اور قبائلی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ ان
 کا شمار ملک کے نامور سیاست دانوں میں بھی ہوتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں نے
 بحث کے حوالے سے جو یہاں پر باتیں کیں ہیں۔ اور جن خرابیوں اور خامیوں کی نشاندہی
 کی ہے۔ نواب صاحب قائد ایوان ہیں اس پر خصوصی توجہ دیں گے۔ اس کے ساتھ
 میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ شکریہ جیسے بھٹو۔

پاسکے :- معزز اراکین! میں وضاحت کے لئے کہنا چاہتا ہوں کہ ترتیب

دائی کے تحت آج صرف ضمنی بجٹ سال ۱۹۸۷-۸۸ پر عام بحث کا دن ہے جبکہ

۱۹۸۸-۸۹ پر عام بحث مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۸۹ کو ہوگی۔ نیز رول نمبر ۱۹۱ (بلوچستان

صوبائی اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ (۱۹۷۴) کے تحت ممبرز ایوان میں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ سکتے البتہ وہ پوائنٹس کی مدد سے اپنی تقریر کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اب میں مسز ضیاء سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ تقریر فرمائیں۔
مسز ضیاء: جناب اسپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بھونڈے سردار محمد خان باروزئی صاحب، اور جناب صادق عمرانی صاحب نے مفصل تقاریر کی ہیں نیز بجٹ کا زیادہ تر حصہ خرچ ہو چکا ہے اس وقت میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ صرف چند پوائنٹس پر اپنے خیالات کا اظہار کر دوں گی۔

جناب اسپیکر! یہ اس دور کا بجٹ ہے جب نہ صرف صوبہ بلوچستان بلکہ پورا پاکستان خسارے میں رہا۔ اسی بجٹ میں سوائے کف افسوس مننے کے کیا کیا جاسکتے ہاں البتہ چند ایجنسیوں سے صاحبان کو سابقہ حکومت کے دور میں کروڑوں روپے ترقیاتی کام کے لئے دئے گئے تھے۔ ان سے اسی کا حساب لے کر دیکھا جاسکتا ہے کہ کہاں کہاں ترقیاتی کام ہوئے اگر نہیں ہوئے تو بتائیں کہ کیوں نہیں ہوئے۔ ۹ محرم وزیر خزانہ جو اس میں موجود ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ان کو تیار شدہ بجٹ ملا ہے جو انہوں نے عوامی نمائندہ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اور وہ بعد میں روال مالی سال کا ضمنی بجٹ بھی ایوان میں پیش کریں گے ساتھ ہی وہ اپنی حکمت عملی اور پالیسی بھی پیش کریں گے مجھے امید ہے انہوں نے ترقیاتی کاموں کو دیکھنے کے لئے کمیٹی بھی تشکیل دی ہوگی اور عوامی نمائندوں کے صلاح مشور سے اس بجٹ میں شامل

جائیگے۔ جناب والا جو بجٹ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس میں بے روزگاری پر قابو پانے کا کیس بھی ذکر نہیں ہے علاوہ ان ہی بندوں کو دوبارہ جلائے کا ذکر بھی نہیں جس کی وجہ سے مزدوروں اور نوجوانوں کو مطمئن کرنے کا کوئی ذکر نہیں۔ کہ ان کے میجر زندگی کو بلند کرنے کے لئے کام کئے جائینگے۔ جناب اسپیکر! میں امید کرتی ہوں ایوان میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس پر معزز ممبر صاحبان عام بحث کے لئے ضرور تیار کی کہ کے آئیں گے لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گی کہ اگلے سیشن میں ہم یعنی منتخب نمائندوں پر مورد الزام نہ ٹھہرایا جائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب اسپیکر :- محترمہ رضیہ رب کے بعد اب میں دعوت دیتا ہوں جناب نور محمد صاحب کو کہ وہ تقریر فرمائیں۔ چونکہ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں لہذا میں محمد ہاشم شاہوانی صاحب سے گزارش کروں گا کہ تقریر کریں۔

سر محمد ہاشم شاہوانی :- جناب اسپیکر! جہاں تک سال ۱۹۸۷-۸۸ کے ضمنی

و کا تعلق ہے اس پر اظہار خیال کرنے سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں یہ تو محض وقت فیض ہے کہ اس پر کچھ کہا جائے۔ لیکن سال ۱۹۸۷-۸۸ کے بجٹ کے بارے میں جن کا ترقیاتی اسکیمات سے ہے کا ذکر کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ جہاں ہمیں اپنے بچوں کے تعلیم کی ضرورت ہے وہاں اسٹیڈیم تعمیر کئے جا رہے ہیں جہاں ہمیں ہسپتالوں کی ضرورت ہے وہاں جیپس تعمیر کی جا رہی ہیں۔ جناب اسپیکر! بیروزگاری کا مسئلہ ہے وہاں سیاحوں کے

جناب اسپیکر : میرا ہاشم شاہوانی کے بعد اب جناب محمد اسلم رئیسانی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تقریر فرمائیں۔

جناب محمد اسلم رئیسانی :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ جناب اسپیکر - شکریہ -

بجٹ برائے سال ۱۹۸۷-۸۸ تو میرے خیال میں جس طرح میرے دوست نے ابھی فرمایا اس پر اظہار کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہو گا لیکن میں ترقیاتی اسکیمیں جو ہیں ان کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں ان پر جو تشریح ہوا ہے اس کے لئے کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ جو خود بردہ ہوا یا جو رقم دوسروں کی جیبوں میں چلی گئی ہے اس کی پھان بین ہو سکے۔ جناب اسپیکر! سال ۱۹۸۸-۸۹ کے بجٹ کے بارے میں مطالعہ کرنے کے بعد میں بات کر سکتا ہوں۔ تاہم لائینڈ آرڈر کے سلسلے میں یہ ضرور کہوں گا کہ جو بیس گھنٹے ہوئے کہ افغانستان سے سوڈیٹ افواج نکل گئی ہیں اس لئے میں قائد ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہ وفاقی سطح پر حکومت سے گزارش کریں کہ افغان پناہ گزین جو پاکستان میں موجود ہیں کو واپس بھیجنے کا کوئی قطعی انتظام کریں۔ لہذا قائد ایوان ہذا مندر اور صدر مملکت کے ساتھ یہ مسئلہ اٹھائیں جناب اسپیکر افغان مہاجرین اپنی شوہن کی میٹنگ اگر کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنے افغانستان میں جا کر منعقد کریں کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ افغانستان کی پچانوے فیصد زمین پر قابض ہیں۔ اس لئے جناب والا! یہ میٹنگ پاکستان میں نہ کی جائیں جناب اسپیکر افغان مہاجرین کی وجہ سے ہمارے جنگلات اور چراہ گاہیں محدود ہو کر رہ گئی ہیں یہ سب درہم برہم ہو چکے ہیں لہذا وفاقی سطح پر یہ مسئلہ اٹھایا جائے۔ جناب اسپیکر۔ افغان مہاجرین کو شہروں سے نکال کر انہیں

اپنے کیمپوں تک پابند کیا جائے

جناب اسپیکر! میں اس سے زیادہ کچھ نہیں بولنا چاہتا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر :- اب میں ضمنی مزائیدہ پر بحث کے لئے دعوت دیتا ہوں واجہ حسین اشرف

کو۔ وہ خطاب فرمائیں۔

واجہ حسین اشرف :- جناب اسپیکر صاحب! اب میں آپ کی اجازت سے ضمنی میزانیہ

سال ۸۸ء - ۱۹۸۷ء پر کچھ کہنا چاہتا ہوں اس میں جو جاری اسکیمیں ہیں ان کو جاری رکھا جائے اور مکمل کیا جائے۔ ان پر نظر رکھی جائے کہ کونسی اسکیمیں مکمل ہونے کو ہیں ایسا نہ ہو کہ ماضی کی طرح ہمارے ملک میں بیس سال بیشتر آب نوشی کی اسکیم تھی اور آب نوشی تالاب کے لئے لوگوں کی ضرورت تھی۔ اس تالاب کے لئے اس زمانے میں پچاس ہزار روپے منظور ہو کر آئے تو وہ پیسے افسران نے چند مقامی معتمدین نے جو کہ خود ساختہ ہوتے ہیں یا افسر صاحبان ان کو معتبر بنا کر سامنے لاتے ہیں ہیں بس یہ روپیہ آیا اور آپس میں بٹ گیا۔ اس آب نوشی کی تالاب پر کچھ کام نہ ہوا پھر انہوں نے صلاح کیا ہو؟ انہوں نے اپنے مرکزی دفتر کو لکھا کہ تالاب نامکمل ہے اور پیسے کی ضرورت ہے پیسہ منظور ہو کر آگیا لیکن وہاں سے وہ متعلقہ افسر تبدیل ہو کر چلا گیا جو اس کی جگہ پر آیا چارج لینے دینے ہی اس نے پوچھا کہ تالاب کہاں ہے اور پیسے کہاں ہیں پہلے والے افسر نے کہا تم اس چیز کو چھوڑو اب پچاس ہزار روپے اور آئے ہوئے ہیں تم ان سے کام کرو اس لئے پچاس ہزار روپے سے کام شروع کرایا بارش ہو گئی

اور یہ پانی پینے کے قابل نہیں کڑوا ہے اس لئے اس کو ختم کرنے کے لئے پچاس ہزار اور درکار ہیں کیونکہ اگر اس پانی کو عوام میں گے تو بیمار ہو جائیں گے اس لئے اس تالاب کو ختم کرنے کے لئے پیسے درکار ہیں۔ اس نے تالاب ختم کر دیا اور پیسے کھا بنا گئے۔ یہ جاری ایکسپنس بھی اس طرح نہ ہوں ان کے لئے کمیٹی مقرر کی جائے کیونکہ ہمیں گذشتہ دور سے اس چیز کا بہت تجربہ ہے یہ شکایات افسران میں ہر جگہ موجود ہیں جہاں جائیں کہتے ہیں کہ پانی نہیں ہے مگر ان کے لوگوں سے تو وہ بہتر ہیں ہمارے مکران میں پانی کا ایک کین پیئرہ بیس روپے میں بکتا ہے اگر پانی ہوتا اور پاکستان کی حکومتیں وہاں پانی کے لئے کوشش کرتیں تو یقیناً وہاں پانی کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہم پالیسی سال سے مکمل پلار ہے ہیں پانی نہیں ہے بجلی نہیں ہے روڈ نہیں ہے اسکول نہیں ہے ہمارے بہت سے مسائل ہیں کیا ان کا حل نہیں ہے۔ اگر یہ عوامی حکومت ہے تو ان چیزوں کو حل کرے۔ اس سے پہلے وزیرینے کی بھی مکران حکومت تھی جس سے لوگوں کی کچھ امیدیں وابستہ تھیں لیکن وہ بھی کچھ نہ کر سکی انہوں نے عوام کے مسائل نہ حل کئے وہ لوٹ مار میں رہے عموماً آج تک جاری ہے۔

لیکن اب یہ حکومت آگئی ہے اس کے سربراہ نواب محمد اکبر خان گبھی ہیں جو تعارف کے محتاج نہیں ہے جو کہ ہر دلعزیز بلوچ لیڈر ہے اور بلوچ عوام ان سے بہت توقع رکھتے ہیں مگر گذشتہ سالوں میں پاکستان کی تاریخ میں جو لوٹ مار کی مکران کے ساتھ ہو رہی ہے کم از کم ہم اپنے وزیر اعلیٰ سے امید کرتے ہیں کہ اس لوٹ مار سے کسی نہ کسی طرح ہمارا جھٹکارا کرادیں اور ہمارے لوگوں کے مطالبے ہیں وہ ان کو حل کرادیں اور اس طرح جو ہم اپنے حلقے کے لوگوں سے وعدہ کر کے آئے ہیں کہ ہم دوسروں سے بہتر ہیں۔ ہم کو ووٹ دے دو ہم آپ کے مسائل اسمبلی میں پیش کریں گے

اور حق المقدور کوشش کریں گے کہ آپ کے مسائل حل ہوں تو ان عوامی مسائل کے لئے اپنی حکومت وقت سے گزارش کرتے ہیں کہ حل کر دیں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ہر جائز چیز کے لئے آپ سے مکمل تعاون کریں گے ایسے لوگ عوام جو افسر صاحبان کی شکایت کرتے ہیں ان کی شکایات حقیقت پر مبنی ہیں۔ ہمارے مسائل میں ہمارے بچوں کے اسکولوں میں کمرہ نہیں ہے وہ کھلے آسمان تلے بیٹھ کر پڑھتے ہیں ان کے لئے کوئی سہولت نہیں ہے اور اسکولوں میں سائینسی تجربات کے لئے کوئی سامان نہیں ہے یا سہولت نہیں ہے لیکن یہاں بنگلوں پر بنگلے بنائے جا رہے ہیں۔ کاروں خریدی جا رہی ہیں میرے خیال میں یہاں جو افسر صاحبان ہیں وہ اس ملک کے اور اس صوبے کے ہیں۔ وہ اپنے مطالبات کو کم کر دیں نئے کلب چھوڑ دیں جو پرانے ہیں ان پر نگہارہ کریں وہ نئے ڈیزائمنوں اور فیشنوں کو چھوڑ دیں۔ جیسا کہ آپ ان افران کے دفتر میں جا کر دیکھیں ان کے ایسے خوبصورت سبجے ہوتے ہیں جو میرے دفتر میں ایسا دفتر تو شاہ ایران کا بھی نہیں تھا۔ پھر بھی اس سارے بجٹ بہت مطالبات ہیں اس کو منظور کیا جائے لیکن آنے والے بجٹ میں دیکھا جائے کہ کس چیز کی ضرورت ہے ہماری ان اہم ضروریات کے لئے اس میں سے رقم رکھ دی جائیں تاکہ ہماری مشکلات کم ہو جائیں۔ جب ہمارے انتخابات ہوئے تھے ہم نے اپنا اور پارٹی کا تعارف کرایا اور عوام سے وعدے کئے اپنی پارٹی کے منشور کا ذکر کیا اسی طرح سے دوسرے صاحبان نے بھی وعدے کئے ہیں۔ بلوچستان نیشنل الائنس جو اس وقت برسر اقتدار ہے اس نے تو ہمارے سے بھی زیادہ وعدے کئے ہیں اور اس طرح مولوی صاحبان ہیں انہوں نے بھی اپنے عوام سے وعدے کئے ہیں اور انہوں نے لوگوں کو کہا کہ اسلام کو وٹ دو اسلام میں آپ کو حق ملے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سچ ہے اسلام میں جو اضافہ ہے وہ کسی اور

تدہب نہیں ہے اسلام میں جو حقیقت پسندی ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں ہے لیکن اگر مسلمان ہم صحیح نہیں ہیں تو اسلام کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن اس وقت مولوی صاحبان کو لوگوں نے اس بات پر دوش سے کرایواں میں جیٹھا ہے اور وہ حکومت کو کہہ رہے ہیں کہ لوگوں کو انصاف دلائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ اسلام میں جمہوریت تو واقعی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جو کپڑا ملا اور ان سے پوچھا گیا کہ ہمارے رُتے تو چھوٹے ہیں اور مال غنیمت سے آپکا کڑتا تو لمبا یعنی پاؤں تک بنا ہے جب یہ کہا گیا تو حضرت رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی طرف سے جواب آیا کہ میرے اور والد صاحب کے کپڑے سے بلکہ بگڑتا بنا یا گیا تھا اس لئے بڑا ہے تو جمہوریت یہ ہے اگر یہ اسلام آئے گا تو ٹھیک ہے۔ یہ پروگرام جو ترقی کے ہیں جن کا ہم نے لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے تو ٹھیک ہیں کہ واقعی قیاتی پروگرام ہوں جو کاغذ پر نہ ہوں اس طرح نہ ہوں جس طرح سابق ایم پی اے کر گئے ہیں تو ہم پھر لوگوں کو کیا جواب دیں گے۔ ۹

جناب اسپیکر! اس بحث کا جو میں نے معمولاً سامنا کیا۔ وائٹ پیپر پڑھا ہے اس بہت افسوس کا مقام ہے کہ اتنا خرچہ ہے جو وفاقی حکومت نے دیا ہے۔ میں کہتا ہوں ایم پی اے احسان نہیں کر رہا ہے مرکز نے ہمارے صوبے کے وسائل پر قبضہ کیا ہے جس طرح کامی بنا ہے ہمارا بھی حق ہے میں اس ایوان کے توسط سے وفاق سے مرکزی حکومت سے شکر کرتا ہوں کہ اس صوبے کے حقوق دئے جائیں ہم پر یہ احسان مت جتائیں کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں صوبے کے لئے ہے یہ پچالیس سال کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے کہ مرکز کو کیا دیا ہے ہم کس چیز کی تعریف کریں۔ ہم ان کا کس چیز کے لئے شکر یہ ادا کریں ہمارے

تو سارے کے سارے وسائل وہاں جا رہے ہیں اور ہمارے اوپر یہ اصرار کر رہے ہیں کہ ہم آپ کے صوبے کو چنڈ کر ڈر و پے دے رہے ہیں یہ بات نہ ہو کہ صندوق میرا۔ خزانہ میرا لیکن تارا مرکز کا لگا ہو۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح آپ بجٹ پاس کر کے ان سے مطالبہ کریں پھر آپ دیکھیں آپ نوشی بھی ہو گی آپ پائیا اور اس میں تعلیم کے سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ جناب اور بہت سی چیزیں ہیں میری بات کچھ لمبی ہو گی ہے۔ مجھے کچھ اسکیماٹ کے متعلق کہنا ہے۔ مجھے افسوس ہے پورے بلوچستان جتنے ڈسٹرکٹ ہیں اس میں واحد ڈسٹرکٹ گوادر ہے جس کے ساتھ نا انصافی ہو رہی ہے ویسے نا انصافی تو ہر چیز میں ہے۔ یہاں پر تھوڑی زیادہ ہے۔ کیونکہ وہاں فیریب ماہی گیری میں۔ واپس اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ میرٹک تک تعلیم دلوا سکتے ہیں۔ اس سے آگے ان کے پاس کون تو سائل نہیں ہیں۔ کہ اپنے بچوں کو کالج کی سطح پر تعلیم دلوا سکیں۔ انہیں اپنے اور ان کے مستقبل کے لئے دلوا سکیں۔ جناب والا اچھا ایس لاکھ روپے ایک ایم این اے فنڈ زمین منظور ہو کر آئے تھے۔ صوبے۔ نہیں دیئے وہ ایک ایم این اے اس وقت وزیر ہیں۔ ایوان میں موجود ہیں۔ دو سال کے تحقیقات کر۔ پر معلوم ہوا کہ کچھ پیسے تھامس مد میں گئے تھے۔ اس کا آج تک اس کے لئے کوئی پتھر نہیں رکھا جس۔ ہمارا دل خوش ہو جاتا۔ ہمارے یہ پیسے فنڈ نکالو اور ہمیں دے دو۔ اپنے ان بچوں میں یا جس طرح آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ برائے مہربانی یہ چیزیں ہمیں دے دیں۔ تاکہ کم از کم کالج میں پڑھائی تو ہو۔ ہر طرح بلوچستان کے دوسرے حصوں میں ڈگری تو ہاتھ میں ہے مگر نوکری نہیں ہے۔ پتھر سے بچو ہیں اور پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تو شرارتیں کرتے ہیں۔ اور پتھر نہیں کیا کیا کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں انہیں نوکریاں دے دیں ان کو سہولتیں مہیا کر دیں۔ یہ ایسا نہیں کریں گے۔

جناب والا! ہمیں افسوس ہے کہ کہا جاتا ہے کہ بچک میں کفایت شعاری کرو اور پتہ نہیں کیا کرو اس لئے بچک شرارت کے لئے ہے۔ اور لوگوں کی دل آزاری کرنے کے لئے ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں۔ بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ کے منظور شدہ جماعت نہم کئی انگریزی کی کتاب کے صفحہ ۱۲۴ اور ۱۲۵ پر بلوچستان کے لوگوں کے بارے میں لکھا ہے کہ اہل بلوچستان مردیوں میں ایک میز کے نیچے آگ کی انگلیں رکھتے ہیں میز کے اوپر ایک بہت بڑا الحی ف ایک کھیل ڈالتے ہیں اور تمام اہل خانہ اس کھیل کے نیچے سوتے ہیں۔ جناب یہ کتاب سرکاری طور پر چھپی ہے۔ اور ہمارے اسکولوں میں پڑھانی جارہی ہے۔ جب کہ ایسا کہیں نہیں ہے۔ یہ اس لئے لکھا گیا ہے۔ کہ دینا میں ہر مشہور کیا جائے۔ کہ اہل بلوچستان ماں بہن کی تمیز نہیں کرتے یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ یہ ایسا کہیں نہیں ہے۔ یہ اس لئے لکھا گیا ہے کہ وہ ایک کھیل کے نیچے سوتے ہیں۔ اسی صفحہ پر آگے لکھا ہے کہ بلوچ لوگ بارات کے ساتھ کھانا بھی لے جاتے ہیں۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ بلوچ شادی رکھنا نہیں لے جاتے ہیں۔ بلکہ کئی بھیر و بکریاں ذبح کرتے ہیں۔ اور دعوت عام ہوتی ہے اسی طرح بلوچستان سٹ بک بورڈ نے معاشرتی علوم میں بلوچوں کو مکراتی بلوچ۔ بلوچ اور براہوی بلوچ غرضیکہ کئی حصوں، تقسیم و تقسیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ بلوچوں میں آپس میں نفرت پیدا ہو۔ اسی طرح بلوچ شعرا، نواتا بھی تو ہمیں آئینہ انداز میں لکھا گیا ہے۔ جس میں بلوچ شعرا گل خان، نصیر خان وغیرہ شامل ہیں۔۔۔

جناب والا! بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کے سیکرٹری اور عملہ جان بوجھ کر بلوچوں کی

ناکور ہا ہے۔ اس لئے چاہیے کہ بورڈ کے سیکرٹری کو فوری طور پر برطرف کیا جائے۔ اور

ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ نیز بلوچ دانشوروں کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ جو ان تمام کتابوں پر ایک رپورٹ حکومت کو پیش کریں اور بلوچوں کے خلاف جو مواد ہے اسے حذف کیا جائے جناب اسپیکر! بحث میں کہا گیا ہے کہ خرچہ کم کیا جائے گا۔ اسی ماہ بینک وقت چار سپیکر ٹری بیرونی دینا کے دورے پر گئے تھے۔ اس قدر دوروں کے ہوتے ہوئے آپ خرچہ کیسے کم کرینگے۔ اگر آپ ہمارے حاکموں کے کمروں میں جائیں جیسے میں اپنی تقریر میں کہہ چکا ہوں۔ یہ حالات ہے۔ جناب والا مطالبات تو بہت سے ہیں۔ یہ میری پہلی تقریر ہے۔ میرا گلہ بھی خشک ہو گیا ہے لہذا میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ (تالیان)

جناب اسپیکر!۔ حسین اشرف کے بعد میں جان محمد جمالی کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔

میر جان محمد خان جمالی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب اسپیکر! اس سے پہلے کہ سپلیمنٹری بحث ۸۸-۱۹۸۷ میں کچھ کہوں مجھے اسمبلی کے اہم کارکنوں سے لاؤنج میں جانے کا اتفاق ہوا۔ روم کے ساتھ ریفرش منٹ روم لکھا ہے جب سے افتتاح ہوا ہے اس کے بعد اب تک صفائی نہیں ہوئی میرے خیال میں اردو میں لکھیں تو بہتر ہے۔ جناب والا! ۸۸-۱۹۸۷ کا سپلیمنٹری بحث کھنڈرات کو کہاں سے نکال لیا آتنا قدیمہ کی ٹیم بھیجیں وہ دیکھیں ہوا کیا تھا۔ اور کیا نہیں ہوا۔ آئیے فاتحہ پڑھیں قل کریں اور جہلم کر دیں کس کس چیز کو آپ نکالیں گے۔ جو کچھ ہوا ہو چکا۔ پوسٹ مارٹم کرتے ہیں ایک مرد ملاش کا تو کرا اب کیا ہو سکتا ہے۔ اب جو ہونا تھا ہو چکا۔ لیکن اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے مستقبل

غلطی نہ دھرائیں اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ شکریہ

جناب اسپیکر :- اب جناب ظفر اللہ خان جمالی صاحب تقریر فرمائیے۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر!

میں سب سے پہلے آپ کی توجہ بلوچستان اسمبلی کے کنڈو کٹ آف پرنسپل رولز کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا اور آپ کو متوجہ کرتے ہوئے عرض کرونگا کہ میں اگرچہ اردو میں تقریر کرونگا تاہم ناگزیر طور پر انگریزی کے چند فقرے بھی اگر استعمال کروں تو آپ برا نہ مانیں گے۔ جناب اسپیکر! میں گزارش کرونگا کہ تجلید جات برائے سال ۱۹۸۷-۸۸ کے ضمنی مطالبات زر برائے منظور کی آج کے بجٹ پر ہیں لیکن جناب اسپیکر۔ میں آپ کی رونگ اس ضمن میں چاہوں گا۔ آپ اس چیز کا فیصلہ فرمائیے کہ آیا ان کی منظوری کیلئے سے لی گئی ہے؟ کیونکہ یہ غالباً کابینہ کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ ہم کیسے امید رکھ سکتے ہیں کہ وزیر خزانہ ہم سے اس کی منظوری چاہتے ہیں؟ میں آپ سے استدعا کرونگا کہ اس بارے میں وضاحت کی جائے۔ ضمنی مطالبات زر کی منظوری کابینہ سے حاصل کی گئی ہے۔ آیا کوئی بجٹ اسمبلی یا پارلیمنٹ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس کی منظوری کابینہ نے نہ دی ہو۔ کیونکہ طریق کار کے تحت پہلے کابینہ اس پر بجٹ کرتی ہے اور اس کی منظوری کے بعد بجٹ اسمبلی میں بجٹ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ لہذا میں آپ سے نارونگ چاہتا ہوں۔ کہ کیا یہ بجٹ کابینہ نے منظور کیا تھا۔ یا نہیں؟

جناب اسپیکر :- اس کا جواب تو آپ کو وزیر خزانہ ہی دیں گے۔ یا قاعدہ ایوان اس جواب

دے سکتے ہیں۔

نواب محمد اکبر خان گٹھی - (قائد ایوان) جناب اسپیکر! پچھلے سال یعنی ۱۹۸۸ میں ملک میں جو نیم مارشل لاء لگا ہوا تھا اس کے تحت جو بھی حکومت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے تشکیل دی تھی اور پچھلی اسمبلیوں کو توڑنے سے پہلے اور ان کو توڑنے کے بعد انہوں نے نگران حکومت قائم کی تھی اور یہ خریج اس وقت ہوا تھا اس کے بعد تو جنرل صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے نگران کے مقرر کردہ لوگ کافی مدت تک کرسیوں پر قابض رہے۔ لہذا یہ اسی زمانے کا خریج ہے بات یہ ہے کہ آیا انہوں نے اس وقت یہ خریج قانونی اور آئینی طور پر کیا تھا۔ یا اس کے برعکس کیا تھا ہم تو اس وقت کے حالات سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے کیونکہ ان کا جو فیصد ہوتا تھا وہ اندرون خانہ ہوتا تھا جو اعلان وہ کرنا چاہتے تھے وہ اعلان کئے جاتے تھے اور باقی حالات کے بارے میں عوام کو آج دن تک معلوم نہیں کہ وہ معاملات کیا تھے جناب اسپیکر اس وقت بھی ایوان میں بعض ایسے وزراء صاحبان اور اراکین موجود ہیں جو جنرل ضیاء الحق کے بنائے ہوئے تھے اور نگران حکومت میں تھے میرے خیال میں ان سوالات کے جواب وہ بہتر دے سکتے ہیں کہ آئندہ کے لئے ان کی پرائیویٹرز کا تعین انہوں نے کیا تھا آیا انہوں نے اس خریج کی منظوری حاصل کی تھی یا بغیر منظوری کے یہ سب ہو رہا تھا شاید اس پر مزید کچھ وہ ہی کہہ سکیں گے (سزایاں)

میر ظفر اللہ خان جمالی جناب اسپیکر! قائد ایوان نے جو کچھ فرمایا ہے میں اس

ان کا شکور ہوں، اس وقت جب معاملہ سپریم کورٹ کو بغیر کیا گیا تھا صوبہ میں نگران حکومت کا امر ہی تھی ۱۹۸۸ء کو بجٹ پیش ہوا تھا
 جب سپریم کورٹ کے آرڈرز کے تحت پیش ہو رہا تھا وہ پرانی بات یعنی میرا جو سوال تھا مجھے اس کا جواب نہیں ملا۔
 آرڈرز کے تحت پیش ہو رہا تھا وہ پرانی بات یعنی میرا جو سوال تھا مجھے اس کا جواب نہیں ملا۔
 جناب اسپیکر! جہاں تک ۱۹۸۷-۸۸ کے بجٹ کا تعلق ہے اس وقت نگران وزیر اعلیٰ کی حیثیت
 سے میں نے یہ بجٹ پیش کیا تھا۔ اسی ۱۹۸۸ء کو قومی اسمبلی توڑی گئی تھی اس کے بعد چاروں
 صوبائی اسمبلیاں بھی توڑ دی گئیں۔ میں نے نگران وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے چوبیس جون کو حلف
 لیا تھا اور میں نے ہی تیس جون ۱۹۸۸ء کو سال ۱۹۸۷-۸۸ کا بجٹ جو پہلے سے مرتب تھا
 کو پیش کرنے کی جسارت کی تھی لہذا اس طرح اس بجٹ کو پیش کرنے میں ماسوائے بحیثیت نگران وزیر اعلیٰ
 میں صرف چھ دن کا حصہ دار تھا۔ بیشتر اراکین اسمبلی جو اس وقت بھی ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں تاہم
 سبالات زر کی منظوری حاصل کرنا ایک قانونی تقاضا تھا اس وقت ہی بعض اہم بی اے تھے جو اللہ کی مہربانی سے
 اب بھی ایم پی اے ہیں میں نے یہ سوال صرف اس لئے کیا تھا۔ خدا نخواستہ کسی پر تنقید کی کوشش میں نے نہیں
 کی تھی میرے انداز کے مطابق تمھوڑا بہت جبر بہ رکھنے پر میں نے گزارش کی تھی اسمبلی کے قواعد و ضوابط جس
 طرح ہوتے ہیں لہذا میں گنتی کی معافی چاہتا ہوں اور اب میں استدعا کروں گا کہ اسمبلی کارروائی کو کوئی ایسی
 چیز نہیں ہونا چاہیے جو میرے خیال میں matter of fortune ہے۔ اسکی انہیں rectification کرنا چاہیے
 یہ اسمبلی جس کا میں ایک حصہ ہوں یہ میرا صوبہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے اندر کوئی یہ نہ
 کہے کہ اسمبلی میں بجٹ کس طرح پاس ہوا۔ جہاں تک بجٹ پاس کرنے کا تعلق ہے تو میں مانتا ہوں کہ آپ
 اسپیکر نے اس کی حیثیت میں اسے پاس کر سکتے ہیں تاہم میں نے اپنا فرض سمجھا کہ یہ امر آپ کے علم میں
 لاؤں اس مرتبہ تو ہو گیا آئندہ اس کا ازالہ کیا جائے میرے خیال میں یہ اس صوبے کے لئے بہتر ہو گا۔
 جناب والا! جہاں تک ضمنی بجٹ برائے سال ۱۹۸۷-۸۸ کا تعلق ہے تو میں صرف اتنی گزارش کروں
 گا کہ ان کو ٹنگ پر اچیکس کے لئے جو اخراجات وزیر خزانہ صاحب نے غصے کیے ہیں میری ان سے

گزارش ہوگی کہ وہ ان کو مکمل کرنے کی کوشش کریں یہ حکومت وقت کا خصوصی استحقاق ہے وہ کن چیزوں کو ترجیح دیتی ہے۔ جسے وہ قبول کرے اس کو پہلی ترجیح دے وہ اس کا حق رہا ہے سابقہ دورے حکومت میں نیم جمہوری حکمرانی رہی ہے انیس سو چالیس سے لیکر انیس سو اٹھاسی تک بمرکز تھے۔ اسمبلی تھی، وزیر تھے اور وزراء سے اعلیٰ تھے میں سمجھتا ہوں ان کو منگ اسکیمز میں ان کے اخراجات نہ کاٹے جائیں البتہ ان کو مکمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ جناب والا دور دراز علاقوں میں اس وقت پبلک ضروریات نہیں ہے میں عرض کرنا چاہتا ہوں یہ ان کے پریوگریسٹو ہے یعنی ان کا حق ہے کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ کوئی منصوبہ مل جل کر بناتا ہے کوئی ہے لیکن اس سے مستفید کوئی اور ہوتے ہیں کبھی اس کو دیکھتی ہے کبھی کے بارے میں میرے دوستوں نے یہاں ذکر کیا تو میری گزارش ہے کہ اس بجٹ کو اوپر بجٹ ۸۷-۱۹۸۸ء کے تخمینہ جات کو پاس کر دیں اور بعد میں آنے والے یعنی ۸۹-۱۹۸۸ء بجٹ کے لئے پورا وقت دے دیں۔ اس پر بجٹ ہوگی میں امید رکھتا ہوں اس بجٹ پر کچھ تعمیراتی تنقید بھی ہوگی اور بوچستان کے اس بجٹ میں بھی بد قسمتی سے صرف چار مہینے باقی بچے ہیں دو تہائی وقت گزر چکا ہے آج ۸۷-۸۸ء کا بجٹ تو پاس ہو جائے گا اور بعد میں ۸۹-۸۸ء کا بجٹ ہے اس کے اخراجات بھی تیس جون تک مکمل ہوتے ہیں جس سے میں عرض کیا ہے میں گزارش کرتا ہوں کہ جو جاری اسکیمیں ہیں اور پبلک کے مفاد میں ہے جو عوام بھی اس صوبے سے ہیں صوبے سے باہر نہیں ہیں مختلف علاقہ جات ضرور ہیں اس کے لئے میری استدعا ہوگی ان کو مکمل کریں اس کے بعد حقیقت میں جو بجٹ ۹۰-۱۹۸۹ء کا آئے گا اس میں یقیناً ترجیحات اور اخراجات بنائیں ہونگے۔ کئی چیزوں کا ذکر ۸۸-۱۹۸۷ء کے بجٹ میں سندھ شاخ کا ذکر کیا گیا ہے ان سب کے لئے میں پک سوئی سے ذکر کروں گا جس میں پلاننگ ذکر کیا گیا ہے جس میں پلاننگ کا بھی بہت تعلق ہے اس کے ہم ذمہ دار ہیں ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے ہیں چاہے ہم مرکز میں تھے تعلق آج بھی ہے ہمیشہ رہے گا۔ اور کل بھی رہے گا۔ اس کی ذمہ داری ہم پر ضرور عائد ہوتی ہے اور اپنے آپ کو کسی ذمہ دار کے

ممبرانہیں کر سکتے۔ مگر اس کے زیادہ ذمہ دار وہ تھے جو صوبائی حکومت چلا رہے تھے کیونکہ وہ اب دنیا میں نہ رہے اس پر تنقید کسی کو زیب دیتی ہے اور تم مناسب ہے نہ اور نہ ہم کمری گے جہاں تک ان سے ہو سکا انہوں نے بھی صوبہ کی خدمت کی ہے اور جہاں تک اب ہمارا تعلق ہے اور ترجیحات کا تعلق ہے صوبہ کی ترقی کا تعلق ہے۔ چاہے اس کا تعلق تعلیم سے ہو صحت اور انڈسٹری سے ہو روزگار جو چاہے کوئی بھی کھاتا ہو ہمارا تعاون رہے گا مگر اس کے لئے رولز اور ڈسپلن اور طریقہ کار ہوتا ہے اس کے مطابق ہو گا ہماری کوشش اور فرض ہو گا کہ ہم اپنے عوام کی خدمت کر سکیں جس سے عوام کی بہتری ہو اور وہ بہتر زندگی گزار سکیں میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ آپ بجٹ ۸۹-۸۸ کے لئے کچھ وقت دے دیں پھر مزید بجٹ اس بجٹ پر کریں گے۔ شکریہ۔

وزیر اعلیٰ :-

جناب والا! میں ضلع فیروز آباد کے معزز ممبر کے سوال کا نصف جواب دیا تھا اب دوسرے نصف کا جواب پیش ہے۔ چھو فروری کو بیماری کا پینہ اور پارلیمنٹ پارٹی کے سامنے بجٹ پیش ہوا تھا اور اس بجٹ ۸۸-۸۷ کی با امر مجبوری منظور کی دے دی گئی۔ کیونکہ ہم اس کے بنانے میں نہ شریک اور نہ ہی ملوث تھے جو کچھ اس میں اچھا یا برا ہے وہ خرچ ہو چکا ہے جو اس وقت سیاست میں تھے یا برسر اقتدار تھے یہ بجٹ ان کا تیار کردہ تھا اس کا پیسہ خرچ ہو چکا ہے یہ پیسہ پہلے والی حکومت نے خرچ کیا تھا ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ پیسہ ضائع گیا ہو ایسا ہوتا رہتا ہے دوسرا بجٹ ۸۹-۸۸ کا ہے وہ بھی بیماری سروں پر ہے لیکن اس سے بعد کے بجٹ یعنی ۹۰-۸۹ کے بجٹ کے لئے ہم چاہیں گے کہ وہ نہ صرف ٹرینڈ کی پنچر کی طرف سے ہو بلکہ ہمارے اپوزیشن کے لیڈر صاحبان جو اپنے علاقے سے منتخب ہو کر آئے ہیں ان سے بھی ہم صلاح مشورہ کریں گے اور اپنے طریقے سے اسکیمیں پیش کریں گے ہم ان کے آراء کو بھی اکاموڈیٹ کریں

گے کیونکہ یہاں پر صرف ایک پارٹی کی حکومت نہیں ہے اس میں بلوچستان کے عام لوگوں کا بھی حق ہے ان کی بہتری کے لئے اس میں اپوزیشن ہو یا خریدی پنچر اس میں سب کا حصہ سب کا حق ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے ممبران جب بھی چاہیں اور جس وقت بھی چاہیں آپ ہر وقت مجھ تک رسائی کر سکتے ہیں اور آپ کے صلاح مشورہ کو بھی اور دوسرے ممبران کے صلاح مشورہ کو بھی اس طرح وزن دیں گے۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ صاحب۔ ضمنی بحث برائے مال۔ ۸۸۔ ۱۹۸۷ء کے بارے میں اظہارِ خیال کرنے کے ساتھ ساتھ مطالبات نہر برائے سال۔ ۸۸۔ ۱۹۸۷ء پیش کریں گے۔

جناب مولوی عصمت اللہ وزیر خزانہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

جناب والا! حزب اختلاف کے معزز ممبران نے جو تقریریں کیں اور جو کچھ کہا گیا ہے میرے خیال میں انکو متعلق مطالبات یا شکایات سے تھا۔ جس میں ہم ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ کچھ سابق حکمرانوں نے بجٹ کو غلط استعمال کیا ہے۔ اس بات سے ہم ان سے متفق ہیں۔ وہ اپنے حلقو جات کے نائدہ ہیں۔ اور انہوں نے یہ محسوس کیا ہے کہ ہمارے ان حلقہ جات کو بنیادی چیزوں کی ضرورت ہے۔ اس بات سے ہمیں انکار نہیں۔ ہم تو مستقبل کے لئے وعدہ کرتے ہیں کہ وسائل کے دائرے میں تمام صوبے تمام افراد کے بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ پورا ہوں۔ جناب دلالا! دوسرا حصہ تقریر کا ۸۸-۱۹۸۸ء کے بجٹ سے متعلق تھا میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ہم نے ۱۸ مارچ تک رکھی ہے۔ اس لئے اسی پر آج بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وقت ضائع کیا گیا۔ حالانکہ وہ یہ خود جانتے تھے۔ کہ ۸۸-۱۹۸۷ء کے بجٹ پر بحث کرنا فیض اوقات ہے۔ اس کے لئے

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۲۱،۷۸۸،۲۳۶ روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران سلسلہ ”نظم و نسق عامہ“ برداشت کرنے پر پیشگی۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۲

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۱۳۸،۹۰۵ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران سلسلہ ”اسٹامپس“ برداشت کرنے پر پیشگی۔

جناب اسپیکر

نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران سلسلہ ”اسٹامپس“ برداشت کرنے پر پیشگی۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۳

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۱،۰۰،۰۰،۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران سلسلہ ”مدد و مواعج رینائرمنٹ و پنشن“ برداشت کرنے پر پیشگی۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۳۰،۴۶۳،۰۰۰ روپے سے تجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و معاونت ریٹائرمنٹ و پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔ (تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۴۔

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔ کہ ایک رقم جو ۳۰،۴۶۳،۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و بابت مبادلہ مالیت پنشن، برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۳۰،۴۶۳،۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و بابت مبادلہ مالیت پنشن، برداشت کرنے پڑیں گے۔ (تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۵۔

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۳۰،۴۶۳،۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و بابت مبادلہ مالیت پنشن، برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۷۴۴۷۱۰۳۶۳ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد پوئیس، برداشت کرنے پڑیں گے۔ (تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۶۔

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۱۰۳۴۰۸۱۹ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد سول ڈیفینس، برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۱۰۳۴۰۸۱۹ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد سول ڈیفینس، برداشت کرنے پڑیں گے (تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۷۔

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۱۰۳۹۱ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد پبلک ہیلتھ، برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۱۳۹۱ء، ۶۶۸، ۳۴ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و پہلک ہیلتھ مدد برداشت کرنے پڑیں گے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۸-

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۱۳۹۱ء، ۶۶۸، ۳۴ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و تعلیم مدد برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر۔ تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۱۳۱۱، ۳۱۱، ۲۹ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۹

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۱۳۱۱، ۳۱۱، ۲۹ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و قدرتی آفات و تباہ کاری (داد) برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۱۰۰۰۰۰۰۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳ جون ۱۹۸۸ء کے دوران سلسلہ مدد قدرتی آفات و تباہ کاری امداد برداشت کرنے پڑیں گے۔ (تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۱۰۔

وزیر خزانہ جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۲۸۸ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳ جون ۱۹۸۸ء کے دوران سلسلہ مدد اوقاف برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۳۶۵،۷۸۸ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳ جون ۱۹۸۸ء کے دوران سلسلہ مدد اوقاف برداشت کرنے پڑیں گے۔ (تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۱۱۔

وزیر خزانہ جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۱۰۶۹۲۶۰۰۴۸ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳ جون ۱۹۸۸ء کے دوران سلسلہ مدد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۲۸.۰۴۶۶۲۶ روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتم ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و نذر راعت ۴۴ برداشت کرنے پر پیش کیے گئے (تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۱۲۔

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۱۸۵۸۴۱۸۵ روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتم ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و جنگلات ۴۴ برداشت کرنے پر پیش کیے گئے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۵۵۰۳۷۳۱۲۲ روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتم ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و اسٹیشنری و پرنٹنگ ۴۴ برداشت کرنے پر پیش کیے گئے۔ (تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۱۳۔

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۱۵۵۰۳۱۵۲۷۳۱ روپے سے متجاوز نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتم ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ مدد و اسٹیشنری و پرنٹنگ ۴۴ برداشت کرنے پر پیش کیے گئے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک ترمیم جو ۱۹۷۳ء سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال ختم ۳۰ جون ۱۹۸۸
کے دوران بسلسلہ دو اسیشنز کی وپرٹنگ ۴۴ برداشت کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر ۱۳

وزیر خزانہ :- تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۱۹۷۳-۷۴ء سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال
ختم ۳۰ جون ۱۹۸۸ کے دوران بسلسلہ ۴۴ کمیونٹی سروسز ۴۴ برداشت کرنے پڑیں
گے

جناب اسپیکر :- جناب اسپیکر ! تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۱۹۷۳-۷۴ء سے متجاوز نہ ہو
وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے
جو مالی سال ختم ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ دو کمیونٹی سروسز ۴۴
برداشت کرنے پڑیں گے۔ (تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۱۵

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر ! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو
۱۹۷۳-۷۴ء سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے
عطا کی جائے جو مالی سال ختم ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ دو سوشل سروسز ۴۴
برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۶۰۶۵۵۸۱۰۰۰ روپے سے متبادل نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ دواکنامک سرورسز ۲۲ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۱۶۔

وزیر خزانہ :- جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو ۳۴۶۸۳۷۰۰۰ روپے سے متبادل نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ دواکنامک سرورسز ۲۲ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو ۳۴۶۸۳۷۰۰۰ روپے سے متبادل نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳ جون ۱۹۸۸ء کے دوران بسلسلہ دواکنامک سرورسز ۲۲ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اسپیکر :- ضلعی بجٹ برائے سال ۸۸ - ۱۹۸۷ء منظور ہو گیا۔

جناب اسپیکر :- معززہ اراکین اسمبلی! اب اجلاس تین بجے۔ سب سے پہلے ملتوی کیا جاتا ہے۔ دن ایک بجکر۔ بیس منٹ پر اجلاس ملتوی ہو گیا۔ اور دوبارہ تین بجے

سید ہر زبیر صدقات جناب اسپیکر شرورع ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ از مولانا عبدالمتین اخوند زارہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ط كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ
أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُقِيمُونَ

بِاللَّهِ ط

وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ط وَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَاَّ وَاللَّسِيئَةَ ط
إِذْفَعُ بِاللَّهِ هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَانَهُ وَلِيًّا
حَسِيمًا ط وَمَا يُلْقِهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقِهَا إِلَّا ذُو خَطِّ عَظِيمٍ ط

(سورہ آل عمران ۳ آیت ۱۰۹-۱۱۰ اور ۱۰۴)

سورہ حمد سورہ ۱۱ آیت ۳۴، ۳۵

ترجمہ: اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب کا سب اللہ تعالیٰ
کا ہے۔ اور تمام کاموں کا رجوع اور انجام اللہ کی طرف ہے۔ مسلمانو۔ تم تمام قوموں میں سب سے
بہتر قوم ہو۔ سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کی رہنمائی کے لئے ظہور میں لائی گئی۔ تم اچھے
کام کرنے کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور صرف اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔
اور تم میں ایک ایسی جماعت کا ہونا فروری ہے۔ جو لوگوں کو بھلائی کی طرف دعوت دے
اور نیک کام کرنے کا حکم دے۔ اور بُرے کاموں سے روکے اور یہی وہ لوگ
ہیں جو کامیاب ہوں گے۔ (وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ)

جناب اسپیکر :- اب مورثہ ۳ فروری ۱۹۸۹ء کو بکٹ کے لئے منظور کی جانے والی تحریک التوا پر غامخ بحث کا آغاز ہوتا ہے۔

محمد صادق عمرانی :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم اس تحریک کی مخالفت نہیں کرتے۔ اس تحریک پر ہر ایک کو بولنے کا حق ہے۔ لیکن جو تحریک پیش کی گئی ہے۔ اس پر کسی کے دستخط نہیں ہیں۔ اگر ایک کے دستخط ہیں بھی تو وہ فارم ۲۰۰ ہیں لہذا آپ ان کو اس تحریک پر بحث کی اجازت نہیں دے سکتے۔

جناب اسپیکر :- جب یہ تحریک ایوان میں پیش کی گئی تھی اس وقت ممبران کی اکثریت نے اس پر پانچواں دے دی تھی۔ لہذا اس پر بحث کی جاسکتی ہے۔

محمد صادق عمرانی :- جناب والا! اس درخواست پر کسی کے دستخط ہی نہیں ہیں۔ جب کوئی تحریک یا درخواست پیش کی جاتی ہے تو کم از کم اس پر کسی کے دستخط ہوتے ہیں۔ وہ دستخط تو کریں۔

بیگم رضیہ رب :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! میں قانونی نکتہ نگاہ سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ کہ اس کی قانونی حیثیت کیا ہوگی؟ اگر کسی تحریک پر دستخط نہ ہوں تو کیا وہ قانونی طور پر قبول کی جاسکتی ہے؟

جناب اسپیکر :- اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کی تصدیق کی ہے لہذا انہیں اس پر بحث کی

اجازت ہے۔

میر جان محمد خان جمالی :- بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب والا! اسلام آباد میں جو ۱۲ فروری کو سانحہ ہوا تھا۔ اسلام آباد کی پولیس اور اسلام

آباد کی انتظامیہ کی وجہ سے۔

بیگم رضیہ رب :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا!

جناب اسپیکر :- محترمہ آپ جان محمد جمالی کو پونے دیں۔ اس کے بعد آپ جو کہنا

چاہیں۔ کہہ سکتی ہیں۔

بیگم رضیہ رب :- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! یہاں پر تو باری کا انتظار نہیں کیا جاتا

ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے جاہتی ہوں۔ ورنہ بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب اسپیکر :- آپ ضرور بولیں۔

بیگم رضیہ رب :- جناب والا! درحقیقت یہ سانحہ ٹریبونل میں پیش ہو چکا ہے۔ اور

وفاقی عدالت نے کارروائی کا حکم دے دیا ہے۔ لہذا اسمبلی قواعد کے برادر نمبر ۳۷ کے تحت اس تحریک پر بحث کی گنجائش نکلتی تو نہیں ہے۔ اور ہم اس تحریک کی مخالفت نہیں کرتے لیکن پھر قانون

بات آجاتی ہے۔ آپ اس پر اپنی رونگ دیں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :- جناب والا! اگر آپ اسمبلی رولز آف پروڈیمنز کو دیکھیں رول نمبر ۳۷ میں اسپیکر کی ڈیسکریژن (discretion) ہے اسے میں پڑھ کر سنا ہوں۔

”73. No motion which seeks to raise discussion on a matter pending before any statutory tribunal or statutory authority performing any judicial or quasi-judicial functions or any commission or court of enquiry appointed to enquire into, or investigate, any matter shall ordinarily be permitted to be moved:

Provided that the Speaker may, in his discretion, allow such matter being raised in the Assembly as is concerned with the procedure or subject or stage of enquiry if the Speaker is satisfied that it is not likely to prejudice the consideration of such matter by the statutory tribunal, statutory authority permission or court of enquiry.”

جناب والا چونکہ آپ نے اس پر اپنا ڈیسکریژن (discretion) استعمال کیا ہے۔ اور اس پر آپ نے اجازت دے دی ہے۔ لہذا اس وجہ سے بحث کو جاری رکھا جائے۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر :- چونکہ عدالتی تحقیقات ابھی شروع نہیں ہوئی۔ اس لئے بحث کی اجازت دی جاتی ہے۔

میر جان محمد خان جمالی :- جناب اسپیکر آپ کی اجازت ہے؟ میرے ایک دوست

نے جو ۱۸ مارچ کو تقریر کرنا تھی وہ انہوں نے آج کر دی ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں آپ نے اجازت دے دی ہے۔ یہ آپ کا ڈیسکریشن ہے۔ اسلام آباد پولیس اور اسلام آباد کی اتھارٹی نے جس طرح اس روتہ کیا وہ ایک پرامن جلوس تھا۔ ہنٹے شہر کی پاکستان کے تھے یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے۔ ایک دینی جذبہ بانی مسئلہ تھا۔ اس وقت اس پربین الاقوامی سطح پر باتیں ہو رہی ہیں۔ اور آیت اللہ خمینی نے تو اسے واجب القتل قرار دے دیا ہے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہو گیا ہے۔ اسی آیت اللہ خمینی کے بیان کی وجہ سے ہالینڈ کے ایک وزیر نے ہنگامہ کے مطابق جانا تھا جو انہوں نے ملتوی کر دیا۔ یہ بین الاقوامی مسئلہ بن کر ابھرا ہے۔ اسمبلی سیشن میں تھی ایک دینی اور اہم ذمیت کے مسئلہ سے اس کا تعلق ہے۔ اس لئے جلوس ضرور کی تھا۔ جناب والا! اسلام آباد کی پولیس کی جو بھرتی ہوتی ہے۔ میٹرک اس کی کوالیفیکیشن ہوتی ہے۔ گریجویٹ اور ماسٹرز اس کے انپسکوز سہو تے ہیں۔ انہیں پاکستان کی (showpiece) پولیس کہا جاتا ہے کہ اس طرح وہاں کی انتظامیہ جو کام کرتی ہے اسے کریم آف دی ایڈمنسٹریشن قرار دیا گیا تھا۔

"These officers who are known are the cream of the Administration of Pakistan. It seems this cream needs some whipping up. This cream has to be whiped and brought in consonance with the democratic set up of our country. These police-men it seems are still using the tactics exploited and whose exponents are like General Dire. They are the people, I think the same standing rules and same standing principles are being used."

اسلام آباد میں ایک سو پچیس سے نہ زیادہ سفارت خانے ہیں وی آئی ڈی وی بیٹریز وہاں آتے رہتے ہیں۔ ان کے سامنے میں اچھی چیزیں پیش کرنا ہے۔ لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتی اس پولیس اور

انتظامیہ نے ایسی عجیب قسم کی حرکت ڈریوکوں والی کی۔ جلسے ہوتے ہیں جلوس نکلتے ہیں۔ یہ جمہوریت کا دور ہے۔ اور کوئی دور ہوتا تو ہم کہہ سکتے تھے۔ جناب والا! جمہوریت کے دور میں تو بہت کچھ ہوتا ہے۔ دوسرے ممالک کے بارے میں تو یہاں تک اطلاعات آتی ہیں کہ وہاں کے وزیر اعظم کو انڈے سے بھی لگتے ہیں۔ لیکن برداشت کرنا پڑتا ہے افسوس کا مقام ہے اتنے تجربہ کار افسر انتظامیہ کے۔ پولیس کے اہل کار جلد بانہ کی میں فائر کرتے ہیں۔ وہ انسانی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ یہ خوشی کا مقام نہیں ہے۔ جمہوریت کا دور دورہ ہے انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ اسلام آباد سو یا کہیں اور یا کوئی بھی جگہ ہو۔ ایسے موقع پر افسوس ہوتا ہے۔ بنیادی حقوق بحال ہیں۔ جلسے بھی کیے جا سکتے ہیں اور جلوس بھی نکالے جا سکتے ہیں۔ اور اس جلوس وغیرہ کی لیڈر حضرات نے انتظامیہ کو اطلاع بھی دی تھی۔ اور کہا تھا کہ یہ جلوس نکالا جائے گا۔ جناب والا آج ریل کی گولیاں کا زمانہ ہے پریشگر کا زمانہ آگیا ہے۔ ان چیزوں سے انہیں ڈرایا جائے انہیں متشر کیا جائے انہیں قتل نہ کیا جائے۔ افسوس کہ یہ واقعہ اسلام آباد میں ہوا ہے۔ بلوچستان، سندھ اور پنجاب والے تو بہت پیچھے ہیں۔ وہاں یہ چیزیں آج تک نہیں آسکیں۔ افسوس ہے کہ یہ گورنر صاحب تو یہاں سے چلا گیا ہے مگر اس کی جگہ کالا صاحب آگیا ہے ابھی تک ہم نے اپنے آپ کو جمہوریت میں نہیں ڈھلا۔ جمہوریت ہے کیا ان کو یہ پسند نہیں وہ ابھی یہ سوچ نہیں سکتے۔ رہنماؤں کے خلاف یہ سازشیں پاکستان کے وزیر اعظم کے خلاف سازش ہے۔ ذرا آپ خود سوچیں کہ کیا ہے آپ ملاحظہ فرمائیں ٹائمنگ کو تو دیکھیں کہ یہ کرنے والے کون ہیں امریکہ کا پچاس ہزار ڈالر کا نقصان ہوا۔ جناب والا۔ امریکہ کے پچاس ہزار ڈالر کی کیا۔ حینیت ہے۔ کیا یہ نقصان چھوڑنا انسانی جانوں سے زیادہ ہے۔؟ میں کہتا ہوں افسوس کی بات ہے۔ کہ اسلام آباد کی فضا کس قدر بے حس ہو گئی ہے۔ انتظامیہ کا غزوں کی دنیا میں بے حس ہو کر بیٹھی ہے ان کی حس بھن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کاغذی ہو چکا ہے۔ وہ شام کو کئی رنگینوں میں موبہ ہونے کے بعد صبح کو رنگ اور میں آکر حکامات دیتے ہیں

جناب اسپیکر انکو یہ پتہ نہیں کہ حکم کس نے دیا جب بھوم پر گولی چلائی جاتی ہے تو حکم ہے کہ گھٹنے سے نیچے گولی ماری جائے قتل نہ کیا جائے وہ بھی آپ کے ہمارے پاکستانی بھائی ہیں جناب والا! جان سے مار دینے والی گولی چلانے کا حکم ہرگز نہیں ہے چھ افراد کا قتل ہونا اور تراسی کا گولیوں سے زخمی ہونا غیر سرکاری طور پر جو اطلاع ہے میں اس کا ذکر کر رہا ہوں۔ کیونکہ آج کل اخباروں کو بھی آزادی ہے ہمیں ان کی اطلاع پر یقین ہے۔ ایک جو س جو اسلام اور دین کے لئے نکالا گیا نفوذ باللہ کون یہ چیز برداشت کر سکتا ہے ہمارے پاکستان میں۔ دوسری جانب جناب اسپیکر! اسرائیلی بھی فلسطینیوں کے خلاف غارتگری میں ایکشن لیتے وقت ربرٹ کی گولیاں استعمال کرتے ہیں ان کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگ زمیں ہذا میری گزراہش ہے کہ ایسے اہلکاروں کے خلاف کیس داخل کیا جائے ایسی سازش جمہوریت کے خلاف کی گئی ہے وہ نہیں چاہتے کہ عوام کے نمائندے حکومت میں شریک ہوں یہاں اربوں روپے کی کیسز چلتی ہے پیسہ کھلایا جاتا ہے وہ نہیں چاہتے کہ عوامی نمائندوں کو اس کا پتہ چلے کہ اس ملک میں کیا ہوتا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایک سرکاری افسر پانچ ہزار تنخواہ لیتے ہوئے اپنے بچے کو ہارڈ ڈیس پر ڈھواتا ہے وہ نہیں چاہتے کہ عوامی نمائندے سینٹرز یہ معلوم کر سکیں کہ یہ پیسہ کہاں سے آ رہا ہے لہذا وہ عوامی نمائندوں کو حکومت میں شریک نہیں ہونے دیتے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا آپ ٹائمنگ دیکھیں ادھر ایک طرف تو افغانستان سے سو ویٹ افواج نکل رہی ہیں دوسری طرف میزائل ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ یہ سازش کسی پارٹی یا کسی فرد کے خلاف نہیں بلکہ یہ پورے ملک کے خلاف سازش تھی۔ جناب اسپیکر اس معزز ایوان میں بڑے لوگ بھی ہیں اس مسئلہ پر قومی اسمبلی اور سینٹ میں بھی بحث ہوئی ہوگی کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اسلام آباد میں بھی لندن کی طرح ایک ہائیڈ پارک بنادیا جائے کیا اس طرح اتنی جانوں کو نہیں بچایا جا

سکتا۔ کمال ہے۔ وہی پرانا ڈنڈے سے ماری کا طریقہ عوامی نمائندوں کو برداشت نہ کرنا سا اور ہی نظام ہے ہمیں اس پرانے نظام کو تبدیل کرنا ہے ہمیں اس چیز کی مذمت کرنا ہے۔ جناب اسپیکر پولیٹک جہاں پر وہ پارٹی سسٹم ہے وہاں کیونسل رینیک کے افسر نے پادری کو قتل کیا لیکن وہاں اس کے خلاف کیس داخل کیا گیا اور ملوث افسروں کو سزائیں دی گئیں۔ جناب اسپیکر۔ ہم نے روایت قائم کرنا ہے ہم نے پاکستان میں بھی ایسا کرنا ہے۔ ہمیں اس ملک سے سازشوں کو ختم کرنا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

میر ظفر اللہ خان بجالی :- - بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب اسپیکر! میں ان

دنوں کراچی میں تھا جب مجھے اس سانحے کا معلوم ہوا رات کو ٹیلی ویژن پر یہ پتہ چلا کہ بائیس قیمتی جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔ اس وقت تک تقریباً تراسی افروز خمی ہو چکے تھے جن کی کل تعداد پورٹس کے مطابق سو سے تجاوز کر چکی تھی جناب اسپیکر! یہ تمام مظاہرے ایک کتاب شیطان آیت جو کہ برطانیہ میں چھپی ہے جسے ایک ہندوستانی نژاد برطانوی باشندے مسلمان رشیدی نے لکھ کر وہیں چھپوائی ہے۔ حالانکہ اس کا اپنا بیان یہ تھا کہ اس کتاب میں تمام کردار فرضی نام سے اس نے بنا دیے ہیں۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو جناب والا! پاکستان میں ایک عجیب لہر سی چلتی ہے ایک چیز جو تقریباً گزری ہوئی ہے اختراع پذیر ہوتی ہے وہ دوبارہ سرہ کول پر اجاگر ہو جاتی ہے۔ اس کتاب پر لوگوں کو سرو کول پر نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ واویلا کرتے ہیں یہ کتاب رسول کرام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ کلمات کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اس پر احتجاج کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! آپ غور فرمائیں یہ کون سا دن ہے۔ یہ بارہ فروری ہے جب ملک کی وزیراعظم چین کے سرکاری دورہ پر گئی ہوئی ہیں اور یہاں اسلام آباد میں ہمارے لیڈران کرام جن کے نام نواب زادہ نصر اللہ خان۔ مولانا فضل الرحمن اور مولانا کوثر نیازی ہیں جناب والا! مولانا کوثر نیازی

صاحب غالباً سیاست میں دوبارہ آمد چاہتے ہیں۔ انہوں نے اس جلوس کی قیادت کی۔ حالانکہ ان کی جانب سے ہیلڈ ایڈ منسٹریشن کو اطلاع دی گئی تھی ہمارے جلوس پر امن ہوگا ہم صرف امریکن سنٹر تک جا کر ان کو یادداشت پیش کریں گے۔ اس مناسبت سے امریکن سنٹر پر پولیس کی بھاری نفری بھی نہیں تھی مگر چونکہ ذہن میں امریکن سنٹر کا ۱۹۸۹ء والا واقعہ تازہ تھا جب وہاں گولی چلائی گئی تھی لہذا اسلام آباد میں دوبارہ رسک لینے کو وہ تیار نہ تھے۔ کسی طریقہ سے بھی اس پر اظہار خیال کیا جاسکتا تھا اسپلی وہاں چل رہی تھی سینٹ کا اجلاس ہو رہا تھا اس کے علاوہ مرکزی حکومت نے برٹلا کہا کہ ہم سب مسلمان ہیں اس کتاب کے اندر جو کچھ لکھا ہے اسل سے ہمیں دکھ ہوا ہم اس کی انکوائری کرائیں گے برطانیہ اور امریکہ والوں سے بات کرینگے۔ جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ یہ کتاب برطانیہ میں چھپی ہے اور ابھی امریکہ اس کو اپنے ملک میں چھپوانے کے بارے میں سوچ رہا ہے لیکن امریکہ کے مرکز کو ڈیجیٹ کیا جاتا ہے جبکہ دوسری جانب کچھ نہیں کیا جاتا۔ ہمیں ان تمام چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے خلعشار ہمارے ذہن میں پیدا ہوتا ہے جو رینڈم آہ ہے کہ ہنگامہ ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا قیمتی مانیٹری ضائع ہوئیں جو نہیں ہونا چاہیے تھے جناب والا! ان کا کوئی مالی معاوضہ نہیں جو لیڈران کراچی میں شامل تھے اس جلوس کی رہنمائی کر رہے تھے میں ان سے پوچھتا ہوں اگر ان کا کوئی عزیز مارا جائے تو وہ کتنا معاوضہ قبول کریں گے۔ انسانی جان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی یہ بے بہا ہے انسانی جان جانے کے بعد کبھی واپس نہیں آتی بہر حال یہ ان کی اپنی صوابدید تھی۔ اس کی قیادت کرنے والے اس کے ذمہ دار تھے۔ لائینڈ آرڈر کو اپنے ہاتھ میں لینے والوں کا ذمہ داری تھی اور ساتھ ہی اس معاملہ کو deal کرنے والے پریم اس ذمہ دار کی سے میرا نہیں وہ کچھ بھی کہیں کہ Spilling of milk کے بعد ڈیپوٹیل سبکا

کیا گیا ہے ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں ممبروں کے تقاضے ہوتے ہیں اسکی انکوائری ہوگی کیا کچھ ہوگا۔ آج صبح میں نے اپنی
 تقریر میں کمیونٹی کی بات کی تھی اور انکوائری ایسے بھی چلتی ہے اور پھر انکوائری چلتے چلتے
 راستے میں گم ہو جاتی ہے۔ اس کا سدباب نہیں ہوتا۔ اس ملک کا ایک سابق
 صدر مارا گیا تھا انکوائری پانچ مہینے ہوئے چل رہی ہے اور اس کا پتہ نہیں چل
 رہا ہے۔ جب انکوائری کا کچھ نہیں بنا ہے تو میرے خیال جو کتاب کے بارے میں
 کمیٹی برائے انکوائری تھی ہے اس کا پتہ نہیں کیا کرتے ہیں بیان کے صوابدید پر ہے۔
 دوسری خوش آئند بات یہ ہے جو میرے اندازے کے مطابق درست تھی ہے کہ
 وزیر اعظم صاحبہ نے اپوزیشن لیڈروں کو بھڑکتا دکھا ہے جو کہ میرے اندازے کے مطابق
 درست ہے اور وزیر اعظم صاحبہ اور اپوزیشن لیڈروں کے درمیان کچھ بات چیت
 بھی ہوئی ہے مگر اخبارات کے ذریعے اور کچھ دستوں کے ذریعے پتہ چلا ہے کہ
 بات تو وہ پانچ مہینوں کی کرنے گئے تھے اور وہاں ذکر آٹھویں ترمیم کی
 پھر گیا مجھے تو پتہ نہیں کہ آٹھویں ترمیم ایسی چیز ہے جس پر شخص کتراتے اور
 گھبرانے لگا ہے بہر حال اگرچہ قومی اسمبلی آئین میں ترمیم کرنے کی مجاز ہے اگر
 اسمبلی اس میں ترمیم کرنا چاہتی ہے تو وہ ہم سب کو قابل قبول ہوگی آٹھویں ترمیم تو اپنی
 جگہ پر ہے اور اس کے بعد جو جانی نقصان ہوا ہے وہ اپنی جگہ پر ہے اور
 جب اس لیول پر کوئی ہنگامہ ہوتا ہے آٹھویں ترمیم درمیان میں گھس آتی ہے۔
 جب بلوچستان اسمبلی کو توڑا گیا پھر آٹھویں ترمیم آڈے آگئی۔ اسلام آباد کا سانحہ ہوا
 پھر آٹھویں ترمیم آگئی۔ اب خدا نخواستہ کوئی اور پھوٹا ہو گیا پھر آٹھویں ترمیم آجائے
 گی۔ فیصل آباد میں اب کرنیو ہے امن وامان کی حالت تو اس حد تک ہے پھر کس طرح
 سے حکومت چل سکے گی۔ میں اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتا۔

مگر شیطانی آیات کا ازالہ ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ اسکا نام شیطانی آیات ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کا ذکر قومی اسمبلی میں بھی ہوا ہے سینٹ میں ہو رہا ہے آج صوبائی اسمبلی میں ہو رہا ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں جب یہ کتاب اکتوبر ۱۹۸۸ء میں چھپی تھی تو اس وقت ہمیں اسکا پتہ نہیں تھا کہ پاکستان میں جب کتاب آئی تو پھر اس کے لئے کچھ لوگوں نے سوچا یہ بڑی غلط بات ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔ بہر حال نومبر میں عام انتخابات تھے لوگ اس میں مشغول تھے دسمبر کے مہینے میں کابینہ تشکیل دی جاتی رہی۔ وزارتیں آئی اور جاتی رہیں۔ گٹھ جوڑ ہوتے رہے ٹوٹتے رہے۔ غالباً لیڈر ان کرام کو اس کی فرصت نہ ہوئی۔ اگر اس سے اتنا لگاؤ تھا تو سب سے پہلے اس کی طرف متوجہ ہوتے۔ خصوصاً وہ حضرات جو ہم سے زیادہ پڑھے لکھے ہیں جو ہم سے زیادہ دیندار ہیں۔ ہم سے زیادہ خدا کی عبادت کرتے ہیں انکی پہلی توجہ اس طرف ہونی چاہئے تھی۔ مگر اب ایک لخت انکی توجہ اس طرف کیسے ہو گئی۔ جبکہ ملک کے وزیر اعظم صاحبہ چین کے سرکاری دورے پر گئی ہوئی تھیں۔ کیوں ہوا؟ کس نے کیا؟ کس کے ایما پر ہوا؟ ہم اس اسمبلی کے توسط سے عرض کرتے ہیں کہ خدا را جو شخص جو پولیٹیکل پارٹی اس چیز میں ملوث ہو۔ ان کو بے نقاب کریں انکو سامنے لائیں۔ تاکہ کل پاکستان کے کسی حصے میں بھی کوئی عام شہری کا خون نہ ہو اور عام شہری اس کی زد میں نہ آئے سیاسی مفاد اور سیاسی فائدے اپنی جگہ پر ہیں۔ اگرچہ سیاست کو ہٹا کر اپنے ذاتی مفاد کو الگ کر دیں اور اگر آپ اپنی ذات کو فائدہ پہنچانے کے لئے سیاست کو ملوث کریں گے تو پھر نہ ذات بچتی ہے اور نہ سیاست پروان چڑھتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس جادو میں ذاتی مفاد کافی کارفرما ہے اور ہو سکتا ہے کہ خدا نہ کرے کہ آگے چل کر خرید رنگ لائے۔ جناب اسپیکر! آپ کو اس چیز کا علم ہو گا کہ اس کتاب کیلئے بہت سے ذمے دہ گئے ہیں بیشتر اسلامی مالک نے اسکا نوٹس لیا ہے اور سب سے زیادہ اثر ہمارے

پڑوسی ملک ایران میں ہوا ہے جہاں پر آیت اللہ روح اللہ خمینی نے کہا کہ سلمان رشیدی واجب القتل ہے اور بی بی سی کے مطابق اس نے امریکہ جانا چھوڑ دیا ہے کہ وہاں اسکو اپنی جان کا خطرہ ہے اور برطانیہ کی پولیس نے اس کی نگرانی کرنا شروع کر دی ہے کہ کہیں یہ قتل نہ کر دیا جائے۔ تو ہم اپنے صوبائی حکومت سے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسکے لئے مرکز سے بات کریں اور ہمارے احساسات و گزارشات اتناک پہنچائے اور وفاقی حکومت کو ہماری طرف سے عرض کریں کہ وہ ان چیزوں کا سختی سے نوٹس لے اور برطانیہ جو جو بھی ممالک اس میں موٹا ہیں یا مرتکب ہو سکتے ہیں انکے ساتھ براہ راست بات کر کے ٹھیک میں سمجھتا ہوں کہ جو کتاب لندن میں چھپتی ہے اس پر پاکستان کا کوئی زور نہیں ہے۔ اور وہاں پارلیمنٹ بھی سپریم ہے جو کچھ کرنا چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔ مگر ہم بحیثیت مسلمان اس پاکستان میں ان چیزوں کو برداشت کرنے کیلئے نہ ہیں اور نہ ہونگے۔ میں اپنے لیڈران کرام سے اس ایوان کی معرفت گزارش کرتا ہوں کہ اس وقت نئی نئی حکومتیں بنی ہیں چاہے وہ صوبوں میں ہوں چاہے وہ مرکز میں ہیں آپ ایک طریقہ کار اپنائیں اور ان موجودہ حکومتوں کو کام کرنے کا موقع دیں۔ تاکہ جمہوری عمل اب وجود میں آیا ہے اس کو چلنے دیں اور یہ چیزیں آپ حکومت پر چھوڑ دیں کوئی حکومت نا اہل نہیں ہے سب لوگ اہل ہیں اور اس کو حکومتی سطح پر حل کر دیں گے جب آپ کے پاس قانونی چارہ جوئی ختم ہو جائے اور حکومت سننے سے قاصر رہے اس کے بعد آپ کی پارلیمنٹ ہے اس مہلیاں ہیں اور خدا نخواستہ آپ کو وہاں بھی کچھ ہاتھ نہ آتے پھر کھلا میدان ہے۔ سڑکیں ہیں۔ قانون کو ہاتھ میں لیجئے مگر جنگ سب سے آخری حربہ ہوتی ہے یہ نہیں کہ کسی تحریک میں آپ جنگ کو سب سے پہلے لائیں یہ غلط بات ہے اور اس کو حربے ہتھیار کے طور پر اپنائیں۔ ٹھیک نہیں۔ آپ پہلے حکومت کو وقت دیں وہ اس کو نبھائے۔ میں اس واقعہ کی مذمت کرتا ہوں

جس میں پانچ قناطع ^{جائیں} ہوئی اور کئی لوگ زخمی ہوئے ان زخمیوں کی حالت خد ابتر جانتا ہے۔ مگر اسلام آباد سے جو رپورٹ آئی ہے اس میں دس آدمیوں کی حالت نازک ہے۔ جناب والا! اس اسمبلی کے توسط سے اپنی حکومت کے توسط سے اسپیل کرتا ہوں کہ مہربانی فرما کر ان معاملات کو جلد نبٹائیں تاکہ وہ دوبارہ نہ ابھریں۔ اپوزیشن کے لیڈران کے ساتھ جو مذاکرات شروع کئے ہیں جاری رکھیں۔ کیونکہ سیاست میں ٹو فرایم تو جلد سنی جاتی ہیں اور پھلتی جلد ہیں جب کسی کے منہ سے یہ نکل جائے کہ فلان جگہ پندرہ آدمی مارے گئے ہیں وہ ٹھہر کر تصدیق نہیں کرتا۔ واقعی پندرہ مرے ہیں یا نہیں مرے ہیں ابھی یہ مسلمان رشیدی کی کتاب ہے بے پتہ نہیں کہ کتنے لوگوں نے پڑھی ہے کہ اس کتاب میں کیا ہے کیا واقعی اس میں اتنا بڑا مواد تھا؟ تو جس نے یہ کتاب پڑھی ہے وہ بے شک اس ایوان کو بتا دے۔ کہ اس کتاب میں کیا ہے تاکہ ہمارے سر بھی شرم سے جھک جائیں۔ مگر دیکھا دیکھی میں جلوس نکلا فائرنگ ہوئی آدمی مارے گئے مسلمان رشیدی بین الاقوامی شہرت کا مالک بن گیا جیسا کہ دس بیس سال پہلے ہوا کرتا تھا اگر کسی کو لیڈر بنانا ہوتا تو اس کو جیل میں پھینک دو۔ اس امر کی مشہوری ہوگی وہ جیل میں رہنے کے بعد ایک سیاسی لیڈر بن جاتا اگر کسی کو نامور بنانا ہے جیسے مسلمان رشیدی ہے اگر کسی نے کتاب نہیں پڑھی ہے ان ہنگاموں کی وجہ سے اب خواہش کرے گا کہ وہ اس کتاب کو پڑھے گا کہ اس میں کیا ہے؟ اور کیا ہوگا؟ بہر حال اس قسم کے واقعات ہوتے رہے اور لوگ اپنی سیاست چمکانے لگ جائیں جس سے پاکستان کے عوام اس کی زد میں آجائیں اور عوام کا نقصان ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ باعث افسوس ہے اس سے پہلے بلوچستان میں بھی کئی قسم کے واقعات ہوئے اس پر تو کسی کا دل نہیں دکھتا تھا کیونکہ یہ بلوچستان تھا اور ہمارے صوبے کی نفرتی تو ویسے ہی کم تھی اور کوئی بھی ہر اور مارا جائے تو ہم کو بحیثیت مسلمان اس کا بہت دکھ ہوتا

ہے کہ مسلمان مارا جائے۔

جناب والا! جس علاقے میں جس صوبے میں اور جس دار الخلافہ میں اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں اور ایک ضلع فیصل آباد ہے وہاں پر بھی مزدور مارے گئے ہیں کچھ لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، نو تھانوں میں کر فیو لگا ہوا ہے یہ ایک ایسی چیز ہے کہ متعلقہ حکومت پنجاب اور مرکزی حکومت کو اس کا نوٹس لینا چاہیے تھا کراچی میں آتے دن کر فیو لگ جاتا ہے۔ سندھ میں ہڑتال ہو جاتی ہے اور سندھ میں تو آپ روڈ پر ہتھیار لے کر نہیں چل سکتے اور تحفظ دینے والا خدا کی ذات کے سوا کوئی نہیں ہے تو میں ان حضرات سے گزارش کروں گا کہ آپ ان حکومتوں کو چیلنج دیں ان کو موقع دیں ابھی ابھی زہ پہ اقتدار میں آئے ہیں خدا کرے کہ سنبھلی جائیں ایسے واقعات سے جو لوگ اپنی سیاست کا نئے کے۔ عادی ہیں میں ان کی خدمت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ حرکات اچھی نہیں بنانا ان لوگوں کے لئے جو کرتے ہیں نہ سیاست کے لئے۔ اور نہ اس ملک کے لئے۔

شکر ہے۔ آپ کا شکر ہے۔

جناب اسپیکر :- کوئی اور ممبر اس تحریک پر بات کرنا چاہتا ہے۔ ۹

بیگم رضیہ رب :- جناب اسپیکر بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغمبر حضرت محمد صلعم کی نبوت پر مبعوث ہونے کے وقت سے مشرکین و ملحدین نے اپنے تمام اصلاحیت و طاقت اسلام کے مقابل تو ضیع و تبلیغ، توسیع و انکشاف کو محدود رکھنے کے لئے کی۔ کبھی حضور صلوٰۃ و سلام پر جادو گر و ساحر ہونے کا الزام لگایا، کبھی مسلمانوں اور کبھی محمد صلعم سے رابطہ منقطع کرتے لیکن جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام و قرآن پاک کی حفاظت کی ضمانت دی ہے باوجود تمام تبلیغات کفار و مشرکین کے دین مذکور کی یہ نشان ہے کہ اس وقت کے ابوان

ہائے عظیم قیصر و کسزری کو شکست دیکر بیرق اسلام کو اعزاز بخشا۔ تعجب ہو گا۔ اگر دور انحرافات فکری اخلاقی آئینہ بالوحی وغیرہ وغیرہ کی موجودگی میں کوئی ملحد و منحرف جرأت نہ کر کے اور اسلام کے خلاف کچھ لکھے۔ تاہم فلسفہائے متنزلزم برضہ پیغمبران عظام و کتابہائے آسمانی ہوتی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں اب تک ان تمام فلسفیوں کی ضد میں ایسے سیاسی اور وسیع اعتراض جنم نہ لے سکے۔ جب میکاؤلی اپنی کتاب پرزس میں بادشاہ وقت کو مشورہ دیتا ہے کہ عوام کو فریب دینے کے لئے دین الہی کو استعمال کر دے تو کہہ کتاب نہ صرف دنیا میں بلکہ پاکستان میں بھی دستیاب ہے۔ لیکن اس کے برخلاف نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا میں کہیں ایسا پر تشدد مظاہر نہ کیا گیا۔ حیف صد افسوس کہ اس کتاب شیطانی کے مصنف کو ہم پاکستانی مسلمان خصوصاً وہ لیڈر کرام منطق اور برہان سے جواب نہ دے سکے بلکہ اپنی قوی وحدت اور سلامتی کو داؤ پر لگا کر جمہوریت کی راہ میں دوڑے اٹکانے لگے۔ مسلمان رشیدی اور اس کی کتاب واقعی شیطان اثر شیطان ہے۔ تاکہ یہ کتاب اسلامی مملکت پاکستان میں مسلمانوں کے درمیان تنازع پیدا کر سکے۔ عجب ہے کہ دین اسلام جو وہ سو سال سے منافقین، ملحدین، مشرکین و کفار سے معروف جہاد ہے اور وہ اپنی تمام توانائی اور قدرت کے باوجود قرآن حکیم کی ایک آیت کو رد نہ کر سکے۔ تو کیا مسلمان رشیدی علم کی چند خرافات دین عظیم کو کوئی فرر پہنچا سکتی ہے۔ نہیں کبھی نہیں اگر ایسا ہے اور یہ حقیقت۔ جیسا کہ میرے معزز ممبران نے اس طرف بھی اشارہ کیا کہ یہ صرف سازش اور سازش تھی جمہوریت کے خلاف تو ایسے پر تشدد مظاہروں کا کیا مقصد کیا ہے۔ لگتا ہے کہ اس سیاسی خنثی کا ہدف پاکستان میں سیاسی و اجتماعی نظم کو برہم کرنا اور عوام کے مذہبی احساسات کے حکومت کے خلاف استفادہ کرنا تھا لیکن اس بات سے غافل رہے کہ مسلمان رشیدی ملحدوں کو نہرت ملی اور بطور غیر مستقیم عوام الناس کو یہ کتاب پڑھنے کی ہدایت کر دی۔ الحمد للہ ملت پاکستان اور حکومت پاکستان مسلمان تھے۔ مسلمان ہیں اور مسلمان رہیں گے اور ہمیشہ ایسے

فاسد خیالات و نظریات کے خلاف صفا بستہ و مستحکم رہیں گے۔ ہم تمام سیاسی پارٹیوں اور ملت سے دلی خواستگوار ہیں کہ اللہ وحدت پاکستان جو دراصل وحدت اسلام ہے کی حفاظت کریں اور ایک دوسرے کی بیخ کنی سے اجتناب کریں تاکہ سلمان رشدی قبیل کے لوگ اپنی خودکشی پر آپ مجبور ہو جائیں۔

آخر میں میں ان تمام سوگوار خاندانوں سے تعزیت کرتے ہوئے اس سانحے کی پر زور مذمت کرتی ہوں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

محمد دق عمرانی :-

جناب اسپیکر زیر بحث تحریک التواد افوسن نامک واقو کے بارے میں پیش کی گئی ہے جس میں ہمارے معزز ممبر کی رکن کی معلومات اتنی ہیں کہ انہوں نے پانچ افراد کی ہلاکت کا ذکر کیا۔ اس بارے میں یہ کہوں گا کہ پانچ نہیں۔ بلکہ پھر افراد تھے جن میں ایک شخص بھی تھا جو امریکی کونسل میں پہرہ دے رہا تھا۔ وہ بھی کسی کی گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ وہاں پر پھر افراد ہلاک ہو گئے۔ ان کی معلومات بہت محدود ہیں ہم اس واقو کی پر زور مذمت کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ فرور کہیں گے یہ چیز یعنی یہ کتاب ایک سال پہلے شائع ہوئی تھی۔ آج جو لوگ احتجاجی مظاہرہ کرتے ہیں یا تحریک التواد پیش کرتے ہیں میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ ایک سال پہلے اس مسئلہ پر کیوں خاموش تھے؟ وہ اس لئے خاموش تھے کہ وہ آمرانہ کے پیداوار ہیں انہوں نے ہمیشہ آمرانہ حکومت کا ساتھ دیا۔ وہ نہیں چاہتے کہ ایسی ملک میں جمہوریت ہو اور یہاں جمہوریت پہلے پھولے۔ انہوں نے جمہوریت کی بات کی اور انسانیت کی بات کی ہے تو آج سے دس سال پہلے انسانیت کا رونا روتے۔ انہوں نے بیٹ فیڈر میں بے گناہ نہتے انسانوں کا قتل کیا۔ وہ ذرا اس پر بھی بات کریں اس کے علاوہ انہوں نے کمیشن

کی بات کی۔ میں اس ایوان کی اور اپنی دوستوں کی رسالت سے یہ اپیل کروں گا۔ اور گزارش کروں گا کہ گنڈا خد باغ ٹیل روڈ پر جو کمیشن وصول کی گئی اس کی بھی تحقیقات کی جائے وہ کون سے حضرات تھے جنہوں نے کمیشن وصول کی ہے۔ جناب والا! خواہ مخواہ ہم میں سے ہوں یا کسی اور سے ہوں ہم اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں لیکن ہر چیز کو سچائی فحش اور ایمانداری کے ساتھ پگھلایا جائے۔ یہ لوگ ضیاء الحق کی پیداوار ہیں یہ چاہتے ہیں کہ ملک میں جمہوریت نہ ہو تاریخ سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ جو احتجاج وہ سڑکوں پر کرتے ہیں وہ اپنے عوام سے دوڑنے کے لئے کرتے ہیں۔ اسمبلی میں آکر وہ بولتے اور مسند حل کرتے تو شاید یہ قیمتی جانیں ضائع نہ ہوتیں میں تو یہ کہوں گا ان قیمتی جانوں کے ضائع ہونے کے ذمہ دار وہی افراد ہیں جو احتجاج اور مظاہرے کرتے ہیں انہوں نے اس کا اہتمام کیا تھا۔ جناب اسپیکر مولانا کوثر نیازی کی تاریخ آپ دیکھیں وہ کون ہے۔ ضیاء الحق کے گیارہ سال دور میں وہ خاموش تھا وہ جماعت اسلامی کی رحمت پسندانہ قوتوں کی پیداوار ہے۔ میں یہ کہوں گا وہ ان کا ایجنڈا ہے اور اس واقعہ میں آئی بے آئی کے چیلرہ چیلرہ ہو جو آمرانہ نظام چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کی آڑ میں حکومت کریں اس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں۔ جہاں تک مسلمان ریشدی کے کتاب کو پبلٹی دی گئی میں سمجھتا ہوں کہ سوچ سمجھ کر اس موقع پر یہ منصوبہ بنایا گیا۔ ہماری منتخب وزیراعظم چین کے دورہ پر تھیں انہوں نے ایسا وقت منتخب کیا جب وہ وہاں مثبت بات چیت میں مصروف تھیں۔ وہ اس کو ناکام کرنا چاہتے تھے اس کے علاوہ جناب والا بہت سی سازشیں کارفرما ہیں وہ نہیں چاہتے کہ یہاں جمہوریت ہو لہذا انہیں اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں نیز ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ مسلمان ریشدی کو گرفتار کر کے پاکستان کے اندر لاکر اس پر مقدمہ چلایا جائے اور اس کو سخت سزا دی جائے ہم اس تحریک کی پر زور حمایت کرتے ہیں یہ واقعہ نہ صرف پورے عالم اسلام کے لئے بلکہ سب کے لئے چیلنج ہے اس میں جو قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کے

شریک ہیں۔ جناب اسپیکر! اپنی تقریر ختم کرنے سے قبل میں یہ شعر عرض کرتا چلوں۔ کہ
 ”مزاروں پر بیٹھے دعا بیچتے ہیں یہ حاجت ردا۔ اپنی حفاظت کی خاطر خودی بیچتے ہیں فدا بیچتے ہیں“
 جناب اسپیکر! آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

قائد ایوان۔ نواب محمد اکبر خان بگٹی۔ جناب اسپیکر صاحب۔ ایک معزز ممبر صاحب نے

اپنی تقریر کے دوران ایک پوائنٹ اٹھایا تھا میں اس پر کچھ کہنا چاہوں گا۔ کیونکہ اس تحریک
 التوا پر ممبر صاحبان اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں تاہم کچھ دیر پہلے ایک ممبر صاحب
 کسٹمز جو ہر سال ہوتا ہے کے بارے میں لہا کہ ہماری حکومت نے اس کو کنسل کر دیا

لہذا میں اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر! سبھی میڈ سالہا سال سے ہوتا چلا آرہا ہے کئی سو سال پہلے سبھی جو میر جا کر خان
 کے بلوچ کنفیڈریشن کا دار الخلافہ تھا یہاں یہ میڈ لگتا تھا۔ اس سطح پر شاید نہ لگتا ہو جس سطح پر آج کل
 لگتا ہے۔ تاہم اس وقت وہاں بلوچی میل و فوجی سوا کرتی تھیں جس میں جنگجو قبائل اپنے فن کا مظاہرہ کھارتے
 تھے۔ مثلاً اسی زمانے کے ہتھیاروں کے مطابق غیرہ بازی تلوار بازی وغیرہ اس کے علاوہ بلوچ شاہراہ
 میں یعنی پچی میں وارسا نگر اور لوسا نگر بنایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ گھوڑ دوڑ ہوا کرتا تھا۔ میں
 یہ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ آیا اونٹوں کی دوڑ بھی ہوا کرتی تھی یا نہیں بہر حال غالباً

ونٹوں کی دوڑ بھی ہوتی تھی۔ اس کے بعد بلوچ کنفیڈریشن اپنی آپس کی خانہ جنگی کے باعث
 ن کی پاور یا طاقت ٹوٹ گئی اسی طرح گرد و نواح سے وقتاً فوقتاً باہر
 کی قوتیں آتی جاتی رہیں جتنے کہ یہاں کپہنی بہادر کا عمل دخل پچھلی صدی کے اوائل میں ہوا۔ ان کے آنے
 کے بعد وہ آہستہ آہستہ سارے ملک پر قابض ہو گئے۔ اور غدر کے بعد یہاں کپہنی کی حکومت ختم ہوئی

اور یہ علاقہ براہ راست تاج برطانیہ کے شاہی خاندان کے زیر تسلط آ گیا۔ اور یہاں ان کی حکومت قائم ہو گئی۔ آخر کار ۱۹۴۷ء میں سارا برصغیر آزاد ہو گیا۔ اور ہندوستان و پاکستان دو آزاد ملک بن گئے۔ یہ کامیڈا انگریزوں نے جاری رکھا۔ اور انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ اس میں شاہی دربار رکھا۔ یہ سالانہ دربار ہوتا تھا۔ اگرچہ آج کل نہیں لگتا ویسے آج کل مال مویشی دیکھتا ہے۔ دور دراز کے علاقوں سے لوگ آتے ہیں وہاں جمع ہوتے ہیں ایک دوسرے سے میل ملاقات ہوتی ہے۔ ایک دوسرے سے واقفیت ہوتی ہے بلوچستان کے باہر سے لوگ آتے ہیں وقتاً فوقتاً وزیر صدر صاحب اور کبھی کبھی باہر کے ممالک کے مہمان بھی آتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا یہاں تبادلہ خیال ہوتا ہے۔ ابھی حال ہی میں اسلام آباد میں جو واقع ہوا ہے۔ یہ قوی المیر ہے۔ معزز ممبر صاحب نے ذکر کیا کہ بعض واقعات اور بھی ہوئے مثلاً ملتان میں لوگ مارے گئے اور کئی جگہوں پر مارے گئے۔ اسی طرح اور کبھی کبھی کا ساتھ ہوا تھا یا شاید کروایا گیا تھا بہر حال وہ بھی ایک بڑا حادثہ تھا۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا ہوں کہ یہ کیسے ہوا۔ وہاں سینکڑوں لوگ مارے گئے۔ یہی کا جلسہ کینسل ہوا لیکن یہ واقعہ جب ہوا اس وقت سبھی کا جلسہ منعقد نہیں ہوا تھا، مختلف ٹائم پر مختلف واقعات ہوئے۔ جناب اسپیکر! یہ واقعہ ابھی حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ اور کچھ دنوں بعد ہمارا سبھی کامیڈا ہونے والا ہے۔ انسان اپنے پیٹ کی خاطر جدوجہد کرتا ہے۔ اور کبھی مارا بھی جاتا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے مرنے والوں سے ہمدردی نہیں ہے۔ ان مرنے والوں سے ہمیں پوری ہمدردی ہے۔ کئی لوگ اپنے حقوق کے حصول کی خاطر شہید ہو جاتے ہیں ان کے ساتھ بھی ہمیں اتنی ہی ہمدردی ہے۔ یہ واقعہ جو پیش آیا اس کے علاوہ اور واقعات بھی ہوتے ہیں۔ اس میں فرق یہ ہے کہ یہ کبھی ذاتی مقصد کے لئے نہیں ہوا۔ یہ مظاہرہ اپنے پیٹ اور مفاد کی خاطر نہیں ہوا تھا بلکہ خدا اور اس کے رسول اور دین کے لئے تھا۔ جناب والا! ہمارے دین کا معاملہ ہوتا ہے۔ لوگوں کے جذبات بے قابو ہو جاتا ہے۔ ہم نے بار بار دیکھا ہے۔ کہ مذہب کے نام پر کتنی جانیں قربان کی گئیں کتنے لوگوں کو مارا گیا۔ آپ ذرا سلطان صلاح الدین ایوبی کے زمانے کو دیکھیں اس وقت چنگیس خانی جگہوں کے

سے بڑے بڑے حضرات آنے والے تھے کن کو ہم نے دعوت دی تھی اور ان کے نہ آنے سے
 حلال پیدا ہوگا۔ میں ان کے آنے نہ آنے کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ یہ کوئی اہم بات
 نہیں ہے کہ فلاں صاحب یا فلاں لیڈر سہی آنے والا تھا ان کے آنے اور نہ آنے کی وجہ
 سے کوئی گمراہی پیدا ہوگئی۔ اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ وہ ہمارے مسائل حل کرنے کے
 لئے نہیں آرہے تھے۔ یہ ہمارا اپنا کام ہے۔ اپنے مسائل تو ہم اور آپ سنیں گے۔ یہاں
 اسمبلی میں اپوزیشن اور ڈیپارٹمنٹس ہیں۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں جو چستان کے مسائل یہاں کے
 منتخب نمائندے حل کرینگے ہم خود ان سے نہیں گے کوئی اور ہمارے مسائل حل نہیں
 کر سکتا۔ اسلام آباد تو یہاں سے دور ہے البتہ وہ ہمیں مشورہ دے سکتے ہیں پیسہ
 دے سکتے ہیں امداد دے سکتے ہیں لیکن اپنے مسائل سے ہم خود واقف ہیں اور اپنے مسائل
 کے مطابق ہم میں اتنی اہلیت اور قابلیت ہے کہ ہم اپنے تمام مسائل حل کر سکتے ہیں۔
 جناب اسپیکر! اسلام آباد میں کوئی فرشتے نہیں بیٹھے ہوئے کوئی بھی آسمان سے
 نہیں آیا۔ اگر ہم غلطی کر سکتے ہیں تو وہ ہم سے دس گنا بڑی غلطی کر سکتے ہیں وہ عقل کل نہیں
 ہیں۔ کہہ کر ہمیں بتائیں یا ہم ان کے منتظر رہیں اور ان کے رحم و کرم پر رہیں کہ وہ آکر ہمیں
 راستہ دکھالیں۔ جناب والا! ہم اپنے راستے سے خود واقف ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہمارے
 مسائل کیا ہیں۔ ان کے لئے ہم خود کافی ہیں شکریہ۔

جناب اسپیکر :- تحریک التواد بلسلہ سانحہ اسلام پریکٹ ختم ہوئی۔ اب اسمبلی کا
 اجلاس مؤرخہ ۱۸ فروری ۱۹۸۹ء صبح گیارہ بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔
 دس پہر چارج بکریس جسٹس پراسیمیٹی کا اجلاس مؤرخہ ۱۸ فروری ۱۹۸۹ء کی صبح گیارہ
 بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا۔